اردو زبان کی



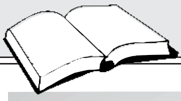
تالیف: مولانا محمد اسماعیل خان صاحب میرٹھی رحمہ اللہ تعالیٰ

تسہیل وکمپوزنگ وڈیزائننگ: رضوان احمد

ناشر

تعمیرِ معاشرہ جامعہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم

مدنی کالونی، ہاکس بے روڈ گریکس، ماڑی پور کراچی 0333-2117851



اردو زبان کی

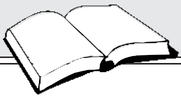
دوسری کتاب

تالیف: مولانا محمد اسماعیل خان صاحب میرٹھی

تسہیل و کمپوزنگ و ڈیزائننگ: ماسٹر رضوان احمد



ناشر
تعمیرِ معاشرہ جامعہ خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم
مدنی کالونی، ہاکس بے روڈ گریکس، ماڑی پور کراچی
0313-8349485, 0333-2117851



پیش لفظ

الحمدللہ الذی خلق الإنسان، علمه البیان، والصلاۃ والسلام علی من أوتی جوامع الکلم وعلی اله وصحبه أجمعین.

امابعد! اردو زبان کی اہمیت کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔نئی مسلم پود کے لیے حضرت مولانا محمد اسماعیل خان صاحب میرٹھی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''اردو زبان کا قاعدہ'' اور ''سلسلہ وار پانچ نصابی کتابیں'' مرتب فرمائیں۔

اس نصاب کی گوناگوں خصوصیات، محاسن اور محامد پر ایک نظر ڈالنے کے بعد کوئی شخص اُسے گلہائے رنگارنگ کا حسین گل دستہ نام دے گا، تو کوئی اُس کو ''کشکول معلومات'' یا ''بچوں کیا اردو ادب کا انسائیکلوپیڈیا'' کہے گا۔

یہ کتابیں انسانی زندگی کے بنیادی تمام احوال کو محیط ہے۔اِن میں بچوں کی دل چسپی اور تفریح طبع کا سامان بھی ہے، مختلف پیشوں اور حرفتوں کا تعارف بھی۔الغرض یہ کتابیں ایک اعلیٰ درجے کا ادبی شاہ کار ہیں، اِن کے نثری وشعری مضامین دل کو چھو جاتے ہیں، کسی بھی سبق کو لے لیجیے اُس میں انسانیت کا سبق ہوگا، علم وحکمت کی تعلیم ہوگی، ادب اور شائستگی کی تربیت ہوگی، ہر سبق میں لطف اور مزہ ہوگا، چاشنی اور شیرینی ہوگی، عُلوِّ ہمت اور بلند حوصلگی ہوگی، اخلاقی پاکیزگی ہوگی، زبان کی صفائی ہوگی اور ذوق کی نفاست ہوگی۔

ان کے پڑھنے سے بچوں کو دلی خیالات کی بہترین تعبیر وترجمانی کا گُر اور سلیقہ آئے گا۔ان سے عقل میں وہ شعور آئے گا کہ آج کے یہ بچے کل قوم کے معمار اور ایک اچھے مسلمان ہونے کے ساتھ ساتھ عملی زندگی میں متمدِن، شائستہ، خوش گفتار، بلند کردار، حوصلہ مند، کریم وشریف اور باذوق ادیب بن سکتے ہیں۔

آپ کے ہاتھوں میں موجود یہ حصہ اسی زرین سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

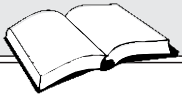
نوٹ: ان کتابوں کی تدریس کے وقت مندرجہ ذیل امور پیشِ نظر رکھیں:

(۱) چونکہ یہ نصابی سلسلہ ہمارے علم کی حد تک ملک عزیز پاکستان میں ابھی تک رائج وشائع نہیں تھا اسے پہلی مرتبہ شائع کیا جارہا ہے اور حتی المقدور دورانِ سبق مشکل الفاظ پر صحیح اعراب وحرکات لگا کر اور اساتذہ کی آسانی کے لیے مشکل الفاظ کے معنی آخر میں لکھ دیے گئے ہیں، لہٰذا اساتذۂ کرام سے درخواست ہے کہ تدریس کے وقت صحیح اعراب اور حرکات کی پہچان میں اردو لغت کی معتبر کتب مثلاً فرہنگ آصفیہ، فیروز اللغات وغیرہ پر اعتماد کریں۔

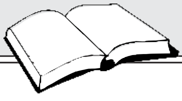
(۲) دورانِ تدریس کسی بھی قسم کی غلطی، اصلاحی مشورہ اور اہم امور کو نوٹ کرتے رہیں اور اگر ہوسکے تو تصحیح شدہ ونشان زدہ نسخہ کے ہمراہ ہمیں یہ امور مندرجہ ذیل پتہ پر ارسال فرما کر اس عظیم صدقہ جاریہ کے کام میں معاون بنیں۔واجرکم علی اللہ۔

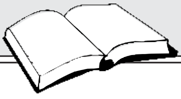
اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان کتابوں کی جمع، ترتیب اور تسہیل میں جن جن احباب کا تعاون ومشاورت شاملِ حال رہی ان کو شایانِ شان اجر جزیل وعظیم نصیب فرما کر اس سلسلے کو عام اور تام فرمائیں اور خاص اپنی رضا کا ذریعہ بنائیں۔آمین

ماسٹر رضوان احمد
جامعہ خلفائے راشدین ہاکس بے روڈ گریکس ماری پور کراچی نمبر ۱۳
0313-8349485, 0333-2117851



فہرست





(۱) خدا کی خلقت

نیلا آسمان، روشن، سورج، اُجلا چاند، اور جگمگاتے تارے کس نے بنائے؟

زمین پر ہوا، ہوا پر بادل، بادلوں میں بجلی، اور بجلی میں کڑک کس نے بنائے؟

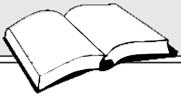
مینھ کی پھوار، اولوں کی بوچھار، اور برف کے انبار کس نے برسائے؟

(۴) دھواں دھار کُہرا، بھینی بھینی اُوس اور سفید پالا کس نے جمایا؟، یہ چوڑی چکلی زمین، گہرا سمندر، اونچے اونچے پہاڑ، اُبلتے چشمے، بہتے دریا کس نے بنائے؟

(۵) یہ کالے گورے آدمی، لڑکے لڑکیاں، عورت مرد، بھانت بھانت کے جانور، چرندے، دَرندے، پَرندے، مچھلیاں اور کیڑے مکوڑے کس نے پیدا کیے؟

(۶) یہ ہرے بھرے درخت اور بیل بوٹے، ان میں رنگ برنگ کے پھول اور کھٹے میٹھے رسیلے میوے کس نے لگائے؟

(۷) یہ سب چیزیں خدا نے پیدا کی ہیں، جو بڑا مہربان اور کُل عالَم کا نگہبان ہے، وہی سب کو پالتا اور روزی دیتا ہے، وہی جِلاتا اور مارتا ہے، وہی بناتا اور بگاڑتا ہے، وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔



(۲) نور کا تڑکا

چاند کی روشنی پھیکی پڑ گئی، تارے بھی چھپ گئے، کوئی کوئی ٹمٹما رہا ہے، اُجالا بڑھتا جاتا ہے،

در، دیوار، مکان، درخت سب صاف نظر آنے لگے۔

ٹھنڈی ہوا سَن سَن چل رہی ہے، پنکھے سے جھل رہی ہے، باغوں اور کھیتوں میں بہار ہے،

گھاس اور پتوں پر کیا موتی سے بکھرے پڑے ہیں! یہ شبنم کے قطرے ہیں، پھلواریاں مہک رہی

ہیں، کچھ پھول کھل گئے، کچھ کلیاں چٹک رہی ہیں بیل بوٹے سب تروتازہ نظر آتے ہیں۔ چڑیوں

کی چہکار سے ہوا گونج رہی ہے، آشیانوں سے نکل کر درختوں پر ہجوم کیا ہے۔

اپنی اپنی بولیاں بول رہی ہیں، کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی۔

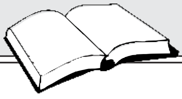
بھیڑ بکریاں بھی چلا رہی ہیں، گائیں بھینسیں چوکنی ہو گئیں ان کے بچے بھی کلبلا رہے ہیں،

کاروباری لوگ سب اُٹھ بیٹھے، کوئی غسل کر رہا ہے کوئی منہ ہاتھ دھو رہا ہے۔

مکتب کے لڑکے بھی ہوشیار ہو گئے، کچھ ناشتا کر کے بستہ بغل میں دبائیں گے، ٹھیک وقت

پر حاضر ہو جائیں گے، جو دیر لگائیں گے سزا پائیں گے۔

؎ رات گزری نور کا تڑکا ہوا	ہوشیار اسکول کا لڑکا ہوا



(۳) آفتاب

صبح کا وقت بھی کیا سُہانا سَماں ہے، آنکھوں کو نور دل کو سُرور حاصل ہوتا ہے، آؤ کسی اونچے ٹیلے پر چڑھ کر آفتاب کے طلوع ہونے کا تماشا دیکھیں۔

دیکھنا! مَشرِق میں کیا گول سنہرا طَباق سا نظر آتا ہے کیسا خوشن نما معلوم ہوتا ہے! نہ دھوپ ہے، نہ گرمی، نہ آنکھوں میں چکا چوند ہوتی ہے۔

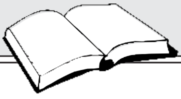
ابھی شُعاعیں اونچی ہوا میں پھیل رہی ہیں، اِسی سے اُجالا ہو رہا ہے، اب کوئی دَم میں پہاڑ کی چوٹیوں پر، بلند میناروں پر، اونچی دیواروں پر، درختوں کی پھُنگلوں پر چمکیں گی، رَفتہ رَفتہ تمام زمین پر پھیل جائیں گی۔

تِرچھی شعاعیں دھیمی ہوتی ہیں، جوں جوں آفتاب بلند ہوتا ہے شعاعیں سیدھی پڑتی ہیں، تیزی اور گرمی بڑھتی جاتی ہے، ٹھیک دوپہر میں سب وقتوں سے زیادہ تیز ہوتی ہے۔

جُوں جُوں دن ڈھلتا ہے دھوپ مَدَّھم پڑتی جاتی ہے شام کو مغرب میں وہی کیفیت نظر آتی ہے جو صبح کو مشرق میں دیکھتے ہو وہی گول گول سنہری تھالی سی دکھائی دیتی ہے اب وہ بے دَم نیچے کو بیٹھتی ہوئی معلوم ہوتی ہے، آخر نظروں سے غائب ہو جاتی ہے۔

آفتاب ایک بڑا بھاری گولہ ہے، اُس کے آگے ہماری زمین کی کچھ حقیقت نہیں، وہ ہم سے نہایت دور فاصلہ پر ہے اِسی واسطے اتنا چھوٹا نظر آتا ہے۔

وہ بھڑکتے ہوئے شعلے کے مانند گرم اور روشن ہے، اس کی روشنی سے اور گرمی سے انسان حیوان اور درخت سب زندہ اور قائم ہیں، اسی کی گرمی ہوائیں چلاتی ہے، مینھ برساتی ہے، کھیتوں میں غلّہ اور باغوں میں پھل پکاتی ہے، اُس کی روشنی سے پھول اور پھلوں میں رنگت آتی ہے۔



(۴) خوش خُوئی

جس آدمی کی عادت، خصلت، طور طریق اچھا ہوتا ہے سب اس کی تعریف کرتے ہیں، جو اس سے ملتا ہے خوش ہوتا ہے۔

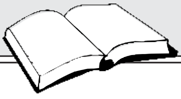
دنیا میں اس کے دشمن تھوڑے اور دوست بہت ہوتے ہیں، جب ضرورت پڑتی ہے تو بہت لوگ خوشی سے اس کی مدد کرتے ہیں۔

وہ ایسی بات نہیں کہتا جو کسی کو بُری لگے وہ ایسا کام نہیں کرتا جس سے کسی کو تکلیف پہنچے، وہ سب کے ساتھ صُلح اور نرمی اور محبت سے برتاؤ کرتا ہے۔

اگر تم خوش خُو اور نیک مزاج بننا چاہتے ہو تو شریف اور نیک مزاجوں کی صحبت میں بیٹھو۔ بد مزاجوں سے کبھی میل جول نہ کرو اور لوگوں کے جو کام تم کو بُرے معلوم ہوں ان کاموں سے تم پرہیز کرو۔

اچھے آدمیوں کی صحبت سے تم کو یہ تمیز ہو جائے گی کہ کونسا کام اچھا ہے؟ کونسا بُرا؟ کون سی بات یقین کے لائق ہے؟ کون سی نہیں؟ کہاں نرمی برتنی چاہیے اور کہاں سختی؟

جب تم کو یہ شعور ہو جائے گا تو بے شک تم بھی خوش خو اور نیک دل آدمی بن سکو گے، اس وقت سب آدمی تمہاری عزت کریں گے۔



(۵) مچھلی

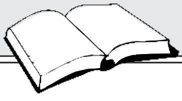
مچھلی پانی میں رہتی ہے، خدا نے اس کا جسم پتلا اور چپٹا بنایا ہے اس لیے کہ تیرنے میں آسانی ہو وہ اپنی دم اور پروں کے سہارے پانی کو چیرتی پھاڑتی ایک جگہ سے دوسری جگہ چلی جاتی ہے۔

جس طرح آدمی پھیپھڑے سے سانس لیتا ہے اسی طرح مچھلی اپنے گلپھڑوں سے دم لیتی ہے۔ پانی میں ہوا بھی شامل ہے۔ وہی اس کے منہ کے اندر جاتی اور گلپھڑوں کی راہ سے باہر آتی ہے اگر پانی میں ہوا نہ رہے تو خالص پانی میں مچھلی زندہ نہیں رہ سکتی، اسی طرح کمرہ بند کر کے اس کے اندر کی ہوا نکال لو تو آدمی زندہ نہیں رہ سکتا۔

مچھلی انڈے سے پیدا ہوتی ہے اور ایک مچھلی کئی لاکھ انڈے دیتی ہے، جب انڈے دینے کا وقت آتا ہے تو مناسب جگہ کی تلاش میں دور دور نکل جاتی ہے، وہ ریتی یا کنکروں میں انڈے دیتی ہے، وہ اور جانوروں کی طرح آپ انڈے نہیں سیتی بلکہ آفتاب کی حرارت سے بچے پیدا ہوتے ہیں۔

مچھلی کا بچہ انڈے سے نکلتے ہی اپنی غذا آپ تلاش کرتا ہے، وہ نہیں جانتا کہ اس کے ماں باپ کون ہیں؟ سکھانے سمجھانے کا محتاج نہیں، اپنے آپ تیرنے لگتا ہے اور جو کام بڑی مچھلی کرتی ہے وہی چھوٹا سا بچہ کرتا ہے۔ سچ ہے:

مچھلی کی جائے کن تیرائے ؎



(۶) پن چکی

نہر پر چل رہی ہے پن چکی
دھن کی پوری ہے کام کی پکی

بیٹھتی تو نہیں کبھی تھک کر
تیرے پہیے کو ہے سدا چکر

پیسنے میں نہیں لگی کچھ دیر
تو نے جھٹ پٹ لگا دیا اک ڈھیر

لوگ لے جائیں گے سمیٹ سمیٹ
تیرا آٹا بھرے گا کتنے پیٹ

شہر کے شہر ہیں ترے محتاج
بھر کے لاتے ہیں گاڑیوں میں اناج

تو بڑے کام کی ہے اے چکی
کام کو کر رہی ہے طے چکی

ختم تیرا سفر نہیں ہوتا
نہیں ہوتا مگر نہیں ہوتا

مینھ برستا ہو یا پانی آندھی
تو نے چلنے کی شرط ہے باندھی

تو بڑے کام کی ہے اے چکی
مجھ کو بھائی ہے تیری لَے چکی

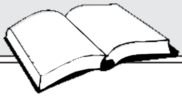
علم سیکھو! سبق پڑھو بچو!
اور آگے چلو بڑھو بچو!

کھیلنے کودنے کا مت لو نام
کام جب تک کہ ہو نہ جائے تمام

جب نبڑ جائے کام تب ہے مزا
کھیلنے کھانے اور سونے کا

دل سے محنت کرو خوشی کے ساتھ
نہ کہ اکتا کے خامشی کے ساتھ

دیکھ لو چل رہی ہے پن چکی
دُھن کی پوری ہے کام کی پکی



(۷) ایک شیر اور چیتا

ایک شیر اور چیتے نے متفق ہو کر بڑی کوشش اور دوڑ دھوپ کے بعد ہرن کا بچہ شکار کیا، حصہ تقسیم کرتے وقت دونوں میں اَن بن ہوگئی۔

تھے دونوں غصہ ور، یہاں تک نوبت پہنچی کہ ایک نے دوسرے پر حملہ کیا اور خوب کشتم کشتا ہوئی، اس نے اس کو جھنجھوڑا، دانتوں اور پنجوں کے مارے دونوں لہولہان ہوگئے، آخر بے دم ہو کر الگ الگ جا بیٹھے۔

اتنے میں ایک لومڑی جو اسی تاک میں بیٹھی تھی چپکے سے آئی اور شکار اٹھا کر چمپت ہوئی، ان دونوں میں اتنی سکت کہاں باقی تھی کہ اس سے اپنا شکار چھین لیتے۔

جب لومڑی شکار لے اڑی تو شیر اور چیتا اپنے کرتوت پر نہایت پشیمان ہوئے۔

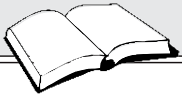
شعر

جو غصے میں آپے سے باہر نہ ہوتے　　　تو یوں زخم کھاتے نہ مال اپنا کھوتے

(۸) ایک مرغا اور لومڑی

لومڑی بڑی حیلہ باز ہوتی ہے، ایک روز کسی غریب مرغے کو آدبوچا اور چاہا کہ مارنے سے پہلے جرم اس بیچارے کے ذمے لگائے۔

کہنے لگی: تو بڑا ہی موذی جانور ہے! صبح ہونے نہیں پاتی کہ شور مچا دیتا ہے، ککڑوں کوں ککڑوں کوں سوتے لوگوں کی نیند میں خلل ڈالتا ہے، اس قدر کان پھوڑتا ہے کہ ہمسایوں کا تجھ سے ناک میں دم ہے، بہتر ہے کہ اس وقت تیرا قصہ پاک کروں اور سب بھلے مانسوں کو تکلیف



سے نجات دوں۔

مرغ بیچارے نے جواب دیا: سنو بی لومڑی! نہ میں کسی کو آزار پہنچاتا ہوں، نہ بے فائدہ غل مچاتا ہوں، میری بانگ آفتاب کی آمد کا اشتہار ہے، جب نور کا تڑکا ہوتا ہے تو میں غفلت کی نیند سونے والوں کو ہوشیار کر دیتا ہوں کہ لوگو! اٹھو اور اپنا اپنا کام کرو، خدا نے رات آرام کے لیے بنائی ہے اور دن کام کے لیے، اب تم ہی انصاف کرو کہ میرا غوغا مچانا لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے یا نقصان؟

سنگدل لومڑی پر اس تقریر کا کچھ اثر نہ ہوا اور یہ کہہ کر کہ زیادہ بحث کی فرصت نہیں، میرے ناشتے کو دیر ہوئی جاتی ہے، بیچارے مرغے کو چیر پھاڑ کر چٹ کر گئی۔

ے نہیں کام آتی دلیل اور حجت بگڑتی ہے جس وقت ظالم کی نیت

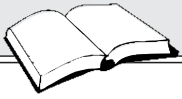
(۹) ہاتھی

یہ ٹن ٹن گھنٹے کی آواز کہاں سے آئی؟ دیکھنا وہ جھومتا ہوا ہاتھی آرہا ہے، ذرا پاؤں کی آہٹ نہیں معلوم ہوتی، نہ گرد و غبار اڑتا ہے، گھنٹے کی آواز سن کر لوگ اِدھر اُدھر کترا جاتے ہیں اور اس کے لیے راستہ چھوڑ دیتے ہیں۔

کتنا بڑا ڈیل ڈول خدا نے اس کو دیا ہے، یہ صحرائی جانوروں میں سب سے بڑا اور قوی ہے۔

اس کے پاؤں گویا عمارت کے ستون ہیں، آنکھیں چھوٹی چھوٹی مگر شوخ اور تیز ہیں، کان کیسے چوڑے چکلے ہیں جن کو پنکھے کی طرح جھلتا جاتا ہے۔

ہاتھی کی گردن بہت چھوٹی ہے مگر نہایت موٹی ہے، جو ایسی موٹی نہ ہوتی تو اس کے سر کا بھاری



بوجھ کیوں کر اٹھاتی؟ اوپر کے جبڑے میں سے کیا اچھے دو لمبے سفید دانت نکلے ہوئے ہیں، یہ بڑے ہی سخت اور وزنی ہوتے ہیں، دانت سب ہاتھیوں کے نہیں ہوتے مگر سونڈ سب کے ہوتی ہے۔

ہاتھی کے تمام جسم میں سونڈ ہی عجیب وغریب چیز ہے سر سے پاؤں تک لٹکی ہوئی ہے کیسی گاؤ دُم ہوتی چلی آئی ہے؟ یہ ہی اس کی ناک ہے اور یہی اس کا ہاتھ اس کو ہر طرف گھما سکتا ہے، اس کے وسیلے سے چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی چیز اٹھا سکتا ہے۔

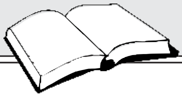
ہاتھی اپنی سونڈ سے درختوں کو اکھیڑتا اور شاخوں کو توڑتا ہے، درخت کی شاخ کو سونڈ میں لے کر پنکھے کی طرح جھلا کرتا ہے کوئی چھوٹا سا دانہ زمین پر پڑا ہو تو اس کو بھی سونڈ کی نوک سے اٹھا سکتا ہے۔

اس کو غسل کا بڑا شوق ہے اپنی سونڈ میں پانی بھر کر بدن پر چھڑک لیتا اور پینے کے وقت منہ میں ڈال لیتا ہے کوتاہ گردن ہونے کی وجہ سے اپنے منھ کو پانی تک نہیں پہنچا سکتا۔

ایشیا اور افریقہ کے ملکوں میں یہ جانور پایا جاتا ہے جب اس کو بنوں اور جنگلوں میں سے پکڑ کر آدمی سدھا لیتے ہیں تو بڑا ہوشیار حلیم اور فرماں بردار بن جاتا ہے۔

(۱۰) ایک ہاتھی اور گیدڑ

جنگلی ہاتھی کو گیدڑوں نے تاکا، آپس میں کہنے لگے جو کسی طرح سے یہ مارا جائے تو ہم کو با فراغت چار مہینے کی خوراک ہاتھ لگے، ایک بوڑھے خرانٹ گیدڑ نے وعدہ کیا کہ دیکھو! میں کسی نہ کسی حیلے سے اس کو ٹھکانے لگاتا ہوں۔



ایک روز مکار گیدڑ ہاتھی کے پاس گیا اور بہت ادب سے سلام کر کے بولا جناب عالی! آپ اجازت دیں تو میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں ہاتھی نے پوچھا تم کون ہو کہاں سے آئے ہو؟

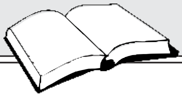
جواب دیا کہ حضور میں ایک غریب گیدڑ ہوں اس جنگل کے تمام جانوروں نے متفق ہو کر مجھ کو سفیر بنایا اور آپ کی خدمت میں بھیجا ہے تا کہ آپ کے سامنے سب کی خواہش ظاہر کروں۔

حضور یہ ایسا وسیع جنگل ہے جس کا انتظام بغیر ایک زبردست بادشاہ کے نہیں ہوسکتا اور جب تک اچھا انتظام نہ ہو کوئی جانور امن چین سے گزران نہیں کر سکتا، ہماری جنس میں حضور کے سوا کوئی بادشاہی کے لائق نہیں اگر آپ اس بڑے منصب کو قبول فرمائیں تو ہم سب بہت شکر گزار ہوں گے، یہ سن کر ہاتھی ذرا سوچنے لگا۔

گیدڑ نے پھر کہا کہ حضور! اس وقت سب قسم کے جانور اس صلاح میں شریک ہیں کسی کو کچھ عذر یا انکار نہیں ہے شاید دیر لگنے میں کسی کی رائے بدلے اور آپس میں پھوٹ پڑے، بہتر یہ ہے کہ جلد تشریف لے چلیے اور اپنی بادشاہی کا اشتہار دیجیے۔

ہاتھی کو دولت اور حکومت کی طمع نے ایسا لبھایا کہ فوراً گیدڑ کے ساتھ ہولیا چلتے چلتے ایک تنگ رستے سے گزرے جو ایک گہرے غار کے کنارے دور تک چلا گیا تھا وہاں پہنچ کر گیدڑ نے اپنی چال تیز کی، ہاتھی بھی اس کے پیچھے لپکا ناگاہ اس کا پاؤں پھسل گیا اور دھم سے گہرے غار کے اندر اوندھے منہ جا گرا۔

جب یہ مصیبت پیش آئی تو بے چارہ ہاتھی چنگھاڑا اور بہت عاجزی سے گیدڑ کو پکارا اے پیارے رفیق! کوئی ایسی تدبیر کر جو میری جان بچے، اب مکار گیدڑ مسکراتا ہوا لوٹا اور جواب دیا، خداوند! لو میری دم پکڑ کر اوپر چلے آؤ۔



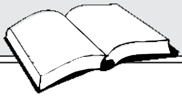
اس وقت ہاتھی کو معلوم ہوا کہ جو کوئی لالچ کے مارے دغا بازوں کی بات پر فریفتہ ہوتا ہے اس کا انجام تباہی اور بربادی کے سوا کچھ نہیں، آخر ہاتھی غار کے اندر پڑا پڑا مر گیا اور گیدڑوں کے غول نے اس کو تکا بوٹی کر کے بانٹ کھایا۔

قطعہ

وہ بڑا ہی کمینہ پاجی ہے	جو دغا سے نکالتا ہے کام
ہوشیار آدمی کو لازم ہے	کام کا پہلے سوچ لے انجام

(۱۱) ایک کتا اور بلی

ڈالا ایک کتے نے ایک بلی کو چیر	سانس ٹھنڈی بھر کے بولی وہ حقیر
رحم کھاتی میں اگر چوہے پہ گاہ	تو مرا کیوں حال ہوتا یوں تباہ
جو کیا تھا اس کا پھل مجھ کو ملا	آہ! میں کس سے کروں اپنا گلا
ظلم کی ٹہنی کبھی پھلتی نہیں	ناؤ کاغذ کی سدا چلتی نہیں



(۱۲) چوہے اور بلی

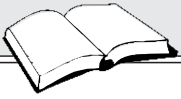
ایک بار چوہوں میں صلاح ٹھہری کہ آؤ! کسی طرح بلی کا کھٹکا مٹائیں جو ہماری قدیمی دشمن ہے، فوراً ایک بڑا جلسہ کیا گیا تا کہ سب چوہے جمع ہو کر اپنی قوم کی سلامتی کے لیے مناسب تدبیر سوچیں۔

ایک نوجوان چوہا بھری مجلس میں دو پاؤں پر کھڑا ہو کر بولا صاحبو! اگر بلی کے ظلم اور شرارت سے بچنا چاہتے ہو تو اس سے بہتر کوئی تدبیر نہیں ہوسکتی کہ ایک گھنٹی بلی کی گردن میں باندھ دیں، جب وہ آئے گی تو ضرور گھنٹی بجے گی اس کی آواز سے ہوشیار ہو کر ہم اپنے اپنے سوراخوں میں جا چھپیں گے اور دشمن کے حملے سے بچ جائیں گے۔

یہ نئی تدبیر سن کر سب نے واہ واہ اور خوشی کی تالیاں بجائیں مگر ایک پرانا ضعیف چوہا اس خوشی میں شریک نہ ہوا وہ ایک چوہے کے سہارے سے اٹھا اور مسکرا کر بولا اے مرے بھولے بھالے نوجوانو! کیا تم میں کوئی ایسا دلاور دل جلا ہے جو بلی کی گردن میں گھنٹی باندھ سکے اگر کوئی ہو تو میں بھی اس کی صورت دیکھنا چاہتا ہوں، سنو! کام کا انجام دینا ایسا سہل نہیں جیسا زبان سے کہہ دینا۔

بڈھے کی باتیں سن کر تمام چوہے دم بخود رہ گئے اور ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے، ابھی جلسے پر خاموشی چھائی تھی کہ ایک بلی جھپٹی اور سب چوہے دم دبا کر بھاگ گئے

صرف کہنے سے کہیں چلتا ہے کام — کام کے کرنے کو ہمت چاہیے

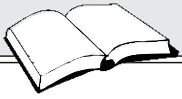


(۱۳) اسلم کی بلی

چھوٹی سی بلی کو میں کرتا ہوں پیار — صاف ہے ستھری ہے بڑی ہے کھلاڑ
گود میں لیتا ہوں تو کیا گرم ہے — گالے کی مانند رُواں نرم ہے
میں نہ چھیڑوں تو نہ جھلاّئے وہ — میں نہ ستاؤں تو نہ غرّائے وہ
کھینچ کے دُم اب نہ ستاؤں گا میں — گھر میں سے باہر نہ بھگاؤں گا میں
اب نہ ڈرے گی وہ مری مار سے — کھیلیں گے ہم دونوں بہت پیار سے
صحن میں گھر میں کبھی میدان میں — کھیلیں گے چپ چاپ ہر اک آن میں
گیند اُسے دوں گا میں جب آن کر — کھیلے گی وہ اس کو چوہا جان کر
تاک لگائے گی دبوچے گی وہ — مار جھپٹا کبھی نوچے گی وہ
ہم نے بڑے پیار سے پالا اسے — کہتے ہیں سب چوہوں کی خالہ اسے

(۱۴) ایک اونٹ اور چوہا

ایک بھاگا ہوا اونٹ جنگل میں آوارہ پھرتا تھا اور نکیل کی رسی زمین پر گھسٹ رہی تھی۔
ہری ہری جھاڑیوں کے جھنڈ دیکھ کر ایک جگہ ٹھٹکا اور چرنے لگا، ایک جنگلی چوہے نے موقع پا کر اپنے دانتوں میں اس کی ڈوری پکڑ لی اور چاہا کہ اونٹ کو اپنے گھر لے جائے۔
اطاعت کرنا تو اونٹ کی عادت ٹھہری، فوراً ڈوری کے سہارے پر چلنے لگا یہاں تک کہ چوہا اپنے سوراخ پر جا پہنچا مگر بیچارہ بہت حیران رہا جب اتنے بڑے قد و قامت والے مہمان کی سمائی اپنے تنگ مکان میں نہ پائی۔



ناچار چوہے نے سوراخ کھودنا شروع کیا پھر بھی اتنا کشادہ نہ کرسکا کہ اس کا مقصد پورا ہوتا آخر شرمندہ ہوکر بیٹھ رہا۔

شاید تم ہنسو گے کہ بڑا ہی احمق چوہا تھا جس نے یہ بیہودہ خیال باندھا اور بے فائدہ کوشش کی مگر تم غور کرو کہ جو آدمی فضول اور بیہودہ کاموں میں اپنی عمر ضائع کرتے ہیں، کیا وہ اس چوہے سے زیادہ نادان نہیں ہیں؟

ے کیا کیا خیال باندھے نادان نے اپنے دل میں پر اونٹ کی سمائی کب ہو چوہے کے بل میں

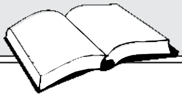
(۱۵) ایک شہری اور جنگلی چوہا

ایک چوہا شہر کے اندر کسی امیر کے گھر میں رہتا تھا جہاں اچھی اچھی خوش مزہ چیزیں کھانے کو ملتی تھیں ایک روز وہ اپنے جنگلی دوست کی ملاقات کو گیا جس کا سوراخ کھیت کے کنارے تھا۔

جنگلی چوہے نے مہمان کی بڑی آؤ بھگت اور خاطر تواضع کی، جوار کے دانے جو اس کو میسر تھے حاضر کیے، شہر کے چٹورے چوہے نے میزبان کی خاطر سے کچھ کھایا تو سہی پر روکھی سوکھی غذا اس کو کیوں بھانے لگی۔

شہری تھا بڑا تمیز دار پہلے تو اِدھر اُدھر کی باتیں کرتا رہا، فصل اور موسم کا حال پوچھا اس کے گزارے کی صورت دریافت کی پھر بولا بھائی تم کیسے ویران جنگل میں زندگی بسر کرتے ہو جہاں کوئی مزیدار کھانا نصیب نہیں؟ آؤ ذرا میرے ساتھ چلو وہاں تم دیکھو گے، کیسے کیسے اچھے گھر اور کیا کیا لذیذ نعمتیں خدا کی دی ہوئی موجود ہیں۔

جنگلی چوہے نے شہری دوست کی ضیافت بڑی خوشی سے قبول کی، شام کو دونوں روانہ ہوئے اور آدھی رات گئے گھر جا پہنچے، شہری نے اس کو فوراً نفیس کھانے پر جو گھر والوں کا بچا کچا رکھا تھا



جا بٹھایا۔

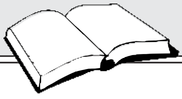
چوہے ابھی یونہی سا کھانے پائے تھے کہ بلی کی خوفناک آواز کان میں آئی، میاؤں میاؤں، اب دونوں کے دل دھڑکنے لگے اور اوسان خطا ہو گئے، ناچار پتا توڑ بھاگے اور سوراخ میں جا گھسے۔

جب بلی چلی گئی اور کچھ خطرہ باقی نہ رہا تو شہری نے پھر کھانے کی تواضع کی مگر جنگلی دوست نے بہت منت سے واپسی کی اجازت چاہی اور یوں کہتا ہوا چل دیا یارو! اگر تمہارے شہر میں گزارے کا یہی وتیرہ ہے تو تمہیں مبارک رہے مجھ کو وہی اپنا بے وقوف گھر اور سادی غذا کافی ہے۔

ملے خشک روٹی جو آزاد رہ کر — تو وہ خوف وذلت کے حلوے سے بہتر
جو ٹوٹی ہوئی جھونپڑی بے ضرر ہو — بھلی اُس محل سے جہاں کچھ خطر ہو

(۱۶) ایک حریص بلی

بلی اک بڑھیا کے گھر میں تھی پلی — دو قدم ہر گز نہ تھی واں سے ٹلی
عمر بھر کچھ سوکھے ٹکڑوں کے سوا — مطلقاً کھائی نہ تھی اس نے غذا
بھوک سے ایسی ہوئی تھی ناتواں — چوہوں سے اپنے کترواتی تھی کان
ایک دن جو چڑھ گئی دیوار پر — گھر میں ہمسائے کے کھانا دیکھ کر
گرتی پڑتی اور بولائی ہوئی — خوان پر پہنچی وہ گھبرائی ہوئی
چوب دستی ایک نے ماری اسے — وہ لگی ہر چند تھی کاری اسے
پر سلامت لے گئی وہ اپنی جان — پہنچی واں بڑھیا کا جس جا تھا مکان
دم بدم کہتی تھی بڑھیا سن ہوا — حرص کا آخر نتیجہ یہ ہوا



(۱۴) چند نصیحتیں

ایک دوسرے کو دیکھو تو خوش ہو کر ملو اور سلام کرو، بھائی بہنوں سے محبت کرو ماں باپ کی عزت اور بزرگوں کی تعظیم کرو۔

نیکوں کی پیروی اور بدوں کو نصیحت کرو، مصیبت زدوں کو تسلی اور دلاسا دو، ضعیفوں کی مدد کرو، قصورواروں کا قصور معاف کرو۔

بدی کے عوض بدی نہ کرو، تم سے ہو سکے تو برائی کا بدلہ بھلائی سے دو، کسی کا احسان مت بھولو، ادنی احسان کی بھی شکرگزاری کرو۔

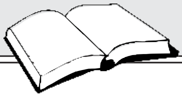
ہر بات کو دیکھو اور آزماؤ جو بہتر ہو اس کو اختیار کرو جو ناقص ہو اس سے کنارہ کرو، بے ادبوں سے ادب سیکھو اس طرح کہ جو وہ کرتے ہیں تم نہ کرو۔

ہر وقت ہوشیار رہو، کیونکہ وقت تھوڑا اور کام بہت ہے ہر روز اپنے کاموں کا حساب کرو، اور سمجھو کہ تم نے کیا کھویا اور کیا پایا، جس دن کوئی نئی بات نہ سیکھی تو سمجھ لو کہ وہ دن بیکار گیا۔

ہمیشہ سچ بولو، سچ سب آفتوں سے بچاتا ہے، جھوٹ سے پرہیز کرو کیونکہ وہ آخر کار تباہ کر دیتا ہے۔

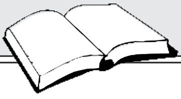
تم دوسروں کے ساتھ ایسا سلوک کرو جیسا تم ان سے اپنے واسطے چاہتے ہو کسی پر عیب نہ لگاؤ تو تم پر بھی عیب نہ لگایا جائے گا تم اوروں کی مدد کرو خدا تمہاری مدد کرے گا۔

؎ کبھی بھول کر کسی سے نہ کرو سلوک ایسا ۔۔۔ کہ جو تم سے کوئی کرتا تمہیں ناگوار ہوتا



(۱۸) ہماری گائے

رب کا شکر ادا کر بھائی — جس نے ہماری گائے بنائی
اس مالک کو کیوں نہ پکاریں — جس نے پلائی دودھ دھاریں
خاک کو اس نے سبزہ بنایا — سبزے کو پھر گائے نے کھایا
کل جو گھاس چری تھی بن میں — دودھ بنی وہ گائے کے تھن میں
سبحان اللہ دودھ ہے کیسا — تازہ گرم سفید اور میٹھا
دودھ میں بھیگی روٹی میری — اس کے کرم نے بخشی میری
دودھ دہی اور میٹھا مسکہ — دے نہ خدا تو کس کے بس کا
گائے کو دی کیا اچھی صورت — خوب کی ہے گویا مورت
دانا، دنکا، بھوسی، چوکر — کھا لیتی ہے سب خوش ہو کر
کھا کر تنکے اور ٹھیڑے — دودھ ہے دیتی شام سویرے
کیا ہی غریب اور کیسی پیاری — صبح ہوئی جنگل کو سدھاری
سبزے سے میدان ہرا ہے — جھیل میں پانی صاف بھرا ہے
پانی موجیں مار رہا ہے — چرواہا چمکار رہا ہے
پانی پی کر چارہ چر کر — شام کو آئی اپنے گھر پر
دوری میں جو دن ہے کاٹا — بچے کو کس پیار سے چاٹا
گائے ہمارے حق میں ہے نعمت — دودھ ہے دیتی کھا کے بنسپت
بچھڑے اس کے بیل بنائے — جو کھیتی کے کام میں آئے
رب کی حمد و ثناء کر بھائی — جس نے ایسی گائے بنائی



(۲۰) کلہاڑی اور درخت

ایک بڑھئی کسی بن میں گیا جہاں اونچے اونچے سایہ دار درخت اپنی مضبوط شاخیں پھیلائے اور سبز پتوں کی چھتریاں لگائے بے کھٹکے بن کی ہوائیں کھا رہے تھے۔

بڑھئی نے بہت منت سے درخواست کی اے ہرے بھرے درختو! تمہارا بڑا احسان مانوں گا جو مجھ کو اتنی ایک لکڑی کاٹ لینے دو کہ میری کلہاڑی کے دستے کو کافی ہو۔

ان احمقوں نے مارے غرور کے آگا پیچھا کچھ نہ سوچا فوراً اجازت دے دی، بڑھئی نے اس بات کو غنیمت جانا اور ایک چھوٹی سی شاخ تراش کر دستہ تیار کر لیا۔

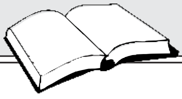
جب کلہاڑی میں دستہ پڑ گیا پھر تو اس نے یہ غضب ڈھایا کہ بڑے بڑے درختوں کو جڑوں سے کاٹ کر پھینک دیا اور بن کا ستھراؤ شروع کیا۔

اس مصیبت کے خوف سے سارے بن میں کھلبلی مچ گئی تمام درخت افسوس کر کے کہنے لگے کہ اب کوئی علاج ممکن نہیں، ہم کو اپنے کرتوت کی سزا بھگتنی چاہیے کیوں کہ ہم نے اپنے پاؤں میں آپ کلہاڑی ماری ہے۔

قِطعہ

پیش آئے جو مصیبت پڑتی ہے سو بھگتنی ہوتی ہے یوں تسلی مرضی یہی تھی رب کی

پر اپنے کوتکوں سے آتی ہے جو مصیبت ہوتی ہے ساتھ اس کے شرمندگی غضب کی

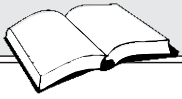


(۲۰) برسات اور گاؤں

کئی دن سے آسمان نظر نہیں آیا نہ بادل پھٹا، نہ دھوپ چمکی، پُروا ہوا لہک رہی ہے، بادلوں کے دَل چلے آتے ہیں، اندھیرا سا ہوا جاتا ہے، گھنگھور گھٹا چاروں طرف چھائی ہوئی ہے، کیا چھما چھم مینہ برس رہا ہے، کبھی موسلا دھار ہے کبھی ننھی ننھی پھُوار ہے، جنگل میں پانی پانی نظر آتا ہے، یا سبزہ لہلہاتا ہے، تال تلیاں، جھیلیں منھا منہ لبریز ہیں، مرغابیاں تیر رہی ہیں، کوئی بازو پھڑ پھڑاتی ہے، کوئی ڈبکی لگاتی ہے، بگلا چُپ چاپ پر سمیٹے مچھلی یا مینڈک کی تاک میں کھڑا ہے، سارس قیں قیں کرتا ہے تو سارا جنگل گونج اٹھتا ہے۔

نالہ کناروں سے اُبل چلا ہے، پانی موجیں مارتا بَل کھاتا شور مچاتا چلا جاتا ہے، دھانوں کے کھیت پانی کا تختہ بن گئے ہیں دھان میں ڈوبنے ہی سے جان آتی ہے اس کا ڈوبنا کسان کا ترنا ہے اِکھ بھی لہلہا رہی ہے اُنگلوں روز بڑھتی ہے باڑی، جُوار، باجرہ، مکئی سب زوروں پر ہیں، مگر ان کو زیادہ پانی موافق نہیں، اسی واسطہ کسان نے کھیت کی مینڈ کاٹ کر پانی کے نکاس کا رستہ بنا دیا ہے۔

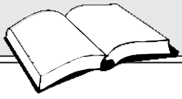
گھٹا آن کر مینھ جو برسا گئی — تو بے جان مٹی میں جان آگئی
زمین سبزے سے لہلہانے لگی — کسانوں کی محنت ٹھکانے لگی
جڑی بوٹیاں پیڑ آئے نکل — عجب بیل بوٹے عجب پھول پھل
ہر اک پیڑ کا اک نیا ڈھنگ ہے — ہر اک پھول کا اک نیا رنگ ہے
یہ دو دن میں کیا ماجرا ہو گیا — کہ جنگل کا جنگل ہرا ہو گیا
جہاں کل تھا میدان چٹیل پڑا — وہاں آج ہے گھاس کا بن کھڑا
ہزاروں پھدکنے لگے جانور — نکل آئے گویا کہ مٹی کے پر



باغوں میں عجب بہار آ رہی ہے درختوں کا پتا پتا دُھل گیا ہے کیا نکھری ہوئی سبزی ہے مور گھنے پتوں کی ڈالیوں میں چھپے بیٹھے ہیں، جب بجلی چمکتی ہے اور بادل گرجتا ہے؟ تو یکبارگی سب چیخ اٹھتے ہیں، کوئل بھی کیا پیاری آواز سے کوکتی ہے، ابھی باغ کے اس کھونٹ تھی ابھی ادھر جا بولی، طوطے بھی چپکے چپکے آم کُتر رہے ہیں ذرا کھٹکا ہوا اور ان کی ڈار پھر سے اڑی، آموں کی ڈالیاں مارے بوجھ کے جھک پڑی ہیں، ٹپکا چُو رہا ہے، پکے پکے رسیلے آم سرخ زرد سیندوریا ٹپک رہے ہیں، یہ گرا ٹپ وہ گرا ٹپ۔

میدان میں گائے بھینس چر رہی ہیں مگر بھیگی جاتی ہیں، ان کے پاؤں تلے ہریاول ہے، سامنے کٹورا سا تال ہے بستی سے جنگل میں خوش ہیں، گھر پر بندھی رہتیں تو مکھیوں اور مچھروں کے مارے سڑا سڑا دم ہلاتیں پھر بھی چین نہ پاتیں، یہ موذی جانور ان کا خون پیتے اور ستاتے پر ستاتے، اب مزے سے نہا رہی ہیں، جنگل کی ہوا کھا رہی ہیں، گوالا کمبل اوڑھے لٹھ لیے پاس کھڑا ہے کسی کو گلے سے بچھڑنے نہیں دیتا۔

جوں جوں مینھ برستا ہے کسانوں کا دل ہرا ہوتا ہے، ڈھور ڈنگروں کے لیے چارے کی افراط ہے، بن سینچے کھیتی بڑھتی ہے، مینھ کا دن ان کے لیے تعطیل کا دن ہے، یا چادر تان کر سوتے ہیں یا چوپال میں آکر جمع ہوتے ہیں۔



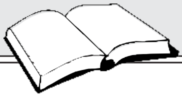
(۲۱) جب لاد چلے گا بنجارا

ٹک حرص و ہوا کو چھوڑ میاں مت دیس بدیس پھرے مارا
قزاق اَجل کا لوٹے ہے دن رات بجا کر نقارا
کیا بدھیا بھینسا بیل شتر کیا گونیں پلا سر بھارا
سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاوے گا جب لاد چلے گا بنجارا

تو بدھیا لا دے بیل بھرے جو پورب پچھّم جاوے گا
یا سود بڑھا کر لاوے گا یا ٹوٹا گھاٹا پاوے گا
قزاق اجل کا رستے میں جب بھالا مار گراوے گا
دھن دولت نانی پوتا کیا؟ اک کُنبا کام نہ آوے گا
سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاوے گا جب لاد چلے گا بنجارا

جب چلتے چلتے رستے میں یہ گون تری ڈھل جاوے گی
اک بدھیا تیری مٹی پر پھر گھاس نہ چر نے پاوے گی
یہ کھیپ جو تو نے لادی ہے سب حصوں میں بٹ جاوے گی
دھی پوت جنوائی بیٹا کیا؟ بنجارن پاس نہ آوے گا
سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاوے گا جب لاد چلے گا بنجارا

کیوں جی پر بوجھ اٹھاتا ہے ان گونوں بھاری بھاری کے
جب موت کا ڈیرا آن پڑا پھر دونے ہیں بیوپاری کے
کیا ساز جڑاؤ زر زیور کیا گوٹے تھان کناری کے



کیا گھوڑے زین سنہری کے کیا ہاتھی لال عماری کے

سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاوے گا جب لاد چلے گا بنجارا

(۲۲) کھانے پینے کے آداب

کھانے سے پیشتر ہاتھ دھونا اور کلی کرنا واجب ہے اور جو ضرورت ہو تو ناک بھی صاف کر لینی چاہیے۔

کھانے کی چیزوں کو صاف ستھرے کپڑے یا خوان یا تھالی میں رکھ کر کھانا چاہیے۔

کھانے کے لیے مناسب طور سے بیٹھو، لیٹ کر یا تکیہ لگا کر کھانا بری بات ہے۔

کھانا اس وقت کھاؤ جب بھوک خوب لگی ہو ورنہ بن بھوک کھانا تو بیماری کو بلانا ہے۔

کھانا اُس وقت چھوڑ دو جب ذرا سی بھوک باقی ہو جو ایسا کرتے ہیں وہ تندرست رہتے ہیں، جو زیادہ ٹھورتے ہیں وہ آئے دن بیمار پڑتے ہیں۔

جو کچھ میسر آئے اس کو خوشی سے کھانا چاہیے، زیادہ نفیس چٹ پٹے کھانوں کی ہوس کرنا چٹور پن ہے، کھانے سے مقصود بدن کو قوت پہنچانا ہے نہ کہ زبان کے مزے اڑانا۔

خدا کا نام لے کر کھانا شروع کیا کرو اور خاتمے پر اس کا شکر ادا کرو، چھوٹا لقمہ لو اور اچھی طرح چباؤ، چبانے سے خوب ہضم ہوتا ہے، پہلا نوالا کھا لو تو دوسرا اٹھاؤ، کھانے میں عیب مت نکالو، پسند نہ ہو تو کم کھالو۔

ہمیشہ اپنے سامنے سے کھانا چاہیے ہاں! میوہ ہو تو مضائقہ نہیں جس طرف سے چاہو اٹھا لو، کھانا بہت گرم ہو تو اس میں پھونکیں نہ مارو اتنی دیر صبر کرو کہ ٹھنڈا ہو جائے۔



پانی پینا ہوتو دائیں ہاتھ میں پیالہ لے کر پیو، کھڑے یا لیٹے لیٹے پینا نازیبا ہے، پینے سے پہلے پانی دیکھ لینا مناسب ہے شاید کوئی تنکا یا کیڑا اس میں پڑا ہو۔

کھا چکنے کے بعد تمیز کے ساتھ سنی ہوئی انگلیاں چاٹ لو پھر رومال سے صاف کرو، کھانے کے ریزے احتیاط سے چن کر الگ رکھ دو، دانتوں میں خلال کرو، پھر انگلیوں سے دانت مانجھو اور کلی کر کے منہ کو خوب صاف کرو۔

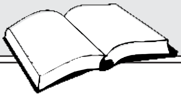
جو لوگ ادب قاعدے کے موافق کھانا نہیں کھاتے وہ بے تمیز سمجھے جاتے ہیں پاس بیٹھنے والے ان سے نفرت کیا کرتے ہیں۔

(۲۳) ایک جگنو اور بچہ

سناؤں تمہیں بات اک رات کی | کہ وہ رات اندھیری تھی برسات کی
چمکنے سے جگنو کے تھا اک سماں | ہوا پر اڑیں جیسے چنگاریاں
پڑی ایک بچے کی ان پر نظر | پکڑ ہی لیا ایک کو دوڑ کر
چمک دار کیڑا جو بھایا اسے | تو ٹوپی میں جھٹ پٹ چھپایا اسے
وہ جھم جھم چمکتا ادھر سے ادھر | پھرا کوئی رستہ نہ پایا مگر
تو غمگین قیدی نے کی التجا | کہ چھوٹے شکاری مجھے کر رہا
خدا کے لیے چھوڑ دے چھوڑ دے | مری قید کے جال کو توڑ دے

بچہ

کروں گا نہ آزاد اس وقت تک | کہ میں دیکھ لوں دن میں تیری چمک



جگنو

چمک میری دن کو نہ پاؤ گے تم اُجالے میں ہو جائے گی وہ تو گم

بچہ

ارے چھوٹے کیڑے نہ دم دے مجھے کہ ہے واقفیت ابھی کم مجھے
اجالے میں دن کے کھلے گا یہ حال کہ اتنے سے کیڑے میں کیا ہے کمال
دھواں ہے نہ شعلہ نہ گرمی نہ آنچ چمکنے کی تیری کروں گا میں جانچ

جگنو

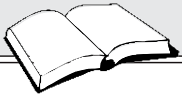
یہ قدرت کی کاریگری ہے جناب کہ ذرے کو چمکائے جوں آفتاب
مجھے دی ہے اس واسطے یہ چمک کہ تم دیکھ کر مجھ کو جاؤ ٹھٹک
نہ الڑھ پنے سے کرو پائے مال سنبھل کر چلو آدمی کی سی چال

(۲۴) اپنی عزت آپ کرو

اگر تم چاہتے ہو اور لوگ تمہاری عزت کریں تو ضروری ہے کہ اول تم اپنی عزت آپ کرو۔

اس بات سے تم کو تعجب ہوگا کہ آپ اپنی عزت کیوں کر کریں؟ کیا اپنے آپ کو اوروں سے بڑا سمجھیں دوسروں کو حقیر جانیں، نہیں یہ تو نہایت غرور کی بات ہے ایسی بری صلاح میں تم کو ہرگز نہ دوں گا۔

تم اپنی عزت آپ کرو اس بات کے کہنے سے میری مراد یہ ہے کہ تم کسی کے ساتھ ایسا برا سلوک نہ کرو جو وہ تم کو بے عزت سمجھے یا تمہاری بے عزتی کا ارادہ کرے۔



جو شخص اپنی عزت چاہتا ہے وہ سب کو عزت کی نظر سے دیکھتا ہے نہ برا کہتا ہے نہ برا سنتا ہے نہ اوروں کی ہتک کرتا ہے نہ ذلت اٹھاتا ہے۔

جو شخص اوروں کو چھیڑتا ستاتا، گالیاں دیتا ہے وہ خود بھی سنتا ہے بدذات آدمی کی ہر بات کا ہرگز جواب نہ دو نہ اس کے پاس بیٹھو، ایسے شریروں کی صحبت تم کو بھی کمینہ پن کی باتیں سکھا دے گی، پھر کوئی تمہاری عزت نہ کرے گا۔

بد کی صحبت میں مت بیٹھو اس کا ہے انجام برا

بد نہ بنے تو بد کہلائے بدا چھا بد نام برا

(۲۵) رخصت کی عرضی

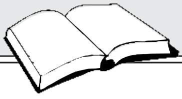
جناب عالی! کل سے میری آنکھیں آ گئی ہیں، آج صبح ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں علاج کے واسطے گیا تو انہوں نے دوا لگا دی اور کتاب کے دیکھنے یا دھوپ کی طرف نظر کرنے کو بالکل منع فرمایا، اس لیے مدرسہ میں حاضر نہ ہو سکا حضور کی مہربانی سے امید ہے کہ غیر حاضری معاف کی جائے اور دو روز کی رخصت جو ڈاکٹر صاحب نے تجویز کی ہے منظور فرمائی جائے۔

کمترین جواد عبدالمتین

طالب علم درجہ جماعت ششم

ایل ایم جی روڈ، راولپنڈی

جولائی یکم جنوری 2023ء



(۲۶) کتا اور اس کی پرچھائیں

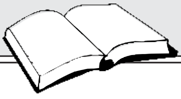
منہ میں ٹکڑا لیے ہوئے کتا ایک دریا کو تیر کر اُترا
پانی آئینہ سا رہا تھا چمک نظر آتی تھی تہ کی مٹی تک
اپنی پرچھائیں پر کیا جو غور اس کو سمجھا کہ ہے یہ کتا اور
منہ میں ٹکڑا دبا رہا ہے یہ گہرے پانی میں جا رہا ہے یہ
حرص نے ایسا بے قرار کیا جھٹ سے غرا کے اس پہ وار کیا
جونہی ٹکڑے پہ اس کے منہ مارا اپنا ٹکڑا بھی کھو دیا سارا
واں نہ ٹکڑا نہ اور کتا تھا وہم تھا وہم کے سوا کیا تھا
یونہی جتنے ہیں لالچی نادان کر کے لالچ اٹھاتے ہیں نقصان
باندھتے ہیں کہاں کہاں کے خیال ہیں وہ کھو بیٹھتے گرہ کا مال

(۲۷) چغل خوری

چغل خوری سخت عیب ہے، کبھی کبھی اس سے بڑا فتنہ فساد برپا ہو جاتا ہے لوگوں کو ناحق تکلیف اور نقصان پہنچتا ہے، جب چغل خور کی قلعی کھل جاتی ہے تو اس کو بے حد ندامت اٹھانی پڑتی ہے۔

چغل خوری یہ ہی نہیں کہ ایک کی بات دوسرے سے جا لگا دی بلکہ کسی شخص کا کوئی کام ہو جس کے ظاہر کرنے سے اس کے دل کو تکلیف پہنچے اس کا ظاہر کرنا بھی چغل خوری ہے، ہاتھ یا آنکھ کے اشارے سے اور لکھنے سے بھی ہو سکتی ہے۔

چور کی چوری یا دغا باز کی دغا بازی کا ظاہر کرنا، چغل خوری میں داخل نہیں ہے ایسی باتوں کا



ظاہر کرنا بے شک روا ہے، کیوں کہ ان کے چھپانے سے لوگوں کا نقصان ہوتا ہے۔

چغل خور کی بات پر کبھی یقین نہ لاؤ اس کے کہنے سے کسی کی طرف بدگمانی مت کرو، چغل خور سے ہمیشہ نفرت رکھو تمہارے روبرو کسی کی چغلی کرے تو منع کردو اور سمجھا دو کہ یہ بات برا کام ہے۔

اگر تم جانتے ہو کہ فلاں شخص چغل خور ہے تو اس کا عیب اور لوگوں کے سامنے بیان نہ کرو اگر تم بیان کرو گے تو اسی طرح تم بھی چغل خور بن جاؤ گے

؎ چغلی ہے برا کام بچو اس سے ہمیشہ　　جو لوگ ہیں بے شرم انہیں کا ہے یہ پیشہ

یہ لت ہے بری اس سے نہیں ہاتھ کچھ آتا　　اکثر تو چغل خور ہے ذلت ہی اٹھاتا

(۲۸) چھوٹی چیونٹی

بڑی عاقلہ ہے بہت دور بیں ہے　　کہ فکر اپنی روزی کا تیرے تئیں ہے

اس دُھن میں پہنچی کہیں سے کہیں ہے　　کبھی اپنے دھندے سے غافل نہیں ہے

اری چھوٹی چیونٹی! تجھے آفریں ہے

نہیں کام سے شام تک تجھ کو فرصت　　ذرا سی تو جاں اور اس پر یہ محنت

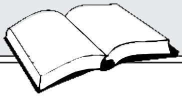
بہت جھیلتی ہے مشقت مصیبت　　نہیں ہارتی پر کبھی اپنی ہمت

اری چھوٹی چیونٹی! تجھے آفریں ہے

کبھی کام تو نے ادھورا نہ چھوڑا　　کبھی تو نے تکلیف سے منہ نہ موڑا

بہت کام تو نے کیا تھوڑا تھوڑا　　ذخیرہ یہ جاڑے کی خاطر ہے جوڑا

اری چھوٹی چیونٹی! تجھے آفریں ہے



جو گرمی کی رت میں نہ کرتی کمائی   تو جاڑے کے موسم میں مرتی بن آئی
تجھے ہوشیاری یہ کس نے سکھائی   سمجھتی ہے اپنی برائی بھلائی
اری چھوٹی چیونٹی! تجھے آفریں ہے

نہ کھو وقت سستی میں مہلت ہے تھوڑی   وہی کام کر جس سے مالک ہو راضی
کہ جس نے تجھے زندگانی عطا کی   یہ عمدہ سبق ہم کو دیتی ہے چیونٹی
اری چھوٹی چیونٹی! تجھے آفریں ہے

(۲۸) سستی اور چالاکی

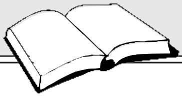
جو آدمی وقت پر کام نہیں کرتا وہ سُست یا کاہل کہلاتا ہے ایسا آدمی عزت یا نیک نامی حاصل نہیں کرسکتا، یہ خراب عادت اس کو ہمیشہ ذلیل وخوار رکھتی ہے۔

سُست آدمی اکثر خیال کرتا ہے کہ ابھی وقت بہت ہے ذرا ٹھہر کر کام شروع کریں گے اسی سوچ بچار میں کام کا وقت نکل جاتا ہے۔

چالاک آدمی وقت کو نہیں ٹالتا وہ فوراً اپنے کام میں مشغول ہوجاتا ہے جب تک کام کو پورا نہیں کرلیتا اس کے دل کو چین نہیں آتا، ایسا آدمی ہمیشہ عزت پاتا اور فائدہ اٹھاتا ہے۔

جو لڑکے سستی اور کاہلی میں اپنا وقت کھو دیتے ہیں وہ روز کا سبق روز یاد کر کے نہیں لاتے، استاد کو اچھی طرح آموختہ نہیں سناتے اسی واسطے سزا پاتے ہیں۔

اگر تم ایک لائق طالب علم بننا چاہتے ہو تو اپنے آپ کو کاہلی کی خراب عادت سے بچاؤ، صبح سویرے آنکھ کھل جائے تو پڑے پڑے کروٹیں نہ بدلا کرو، فورا بستر سے الگ ہوجاؤ اور اپنے کام



میں جی لگاؤ وقت اتنا تنگ نہیں ہے جتنا کہ تم کاہلی سے اس کو تنگ بنا دیتے ہو

ے وقت میں تنگی فراخی دونوں ہیں جیسے ربڑ

کھینچنے سے بڑھتی ہے چھوڑے سے جاتی ہے سکڑ

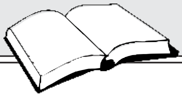
ایک کاہل آدمی سے کسی نے پوچھا کیوں صاحب اتنے دن چڑھے تک آپ بستر پر پڑے پڑے کیا کیا کرتے ہیں؟

کاہل نے جواب دیا کہ میں ایک بڑے بھاری مقدمہ کے فیصلے میں مصروف رہتا ہوں، کاہلی کہتی ہے کہ ابھی اٹھنا بے فائدہ ہے ذرا آرام کرو، چالاکی کہتی ہے کہ فوراً اٹھو نہیں تو وقت چلا، پھر دونوں اپنے اپنے قول کی دلیلیں پیش کرتی ہیں، میں دونوں کا بیان بہت غور سے سنتا رہتا ہوں اور ابھی کچھ فیصلہ نہیں کرنے پاتا کہ ناشتے کا وقت ہو جاتا ہے۔

اس آدمی نے کہا حضرت ایسا ہی مقدمہ ہے تو نہ کبھی اس کا فیصلہ ہوگا نہ آپ وقت پر اٹھ سکیں گے۔

ے گھوڑ دوڑ میں کدائی کی بازی تھی ایک دن   تازی پر کوئی ترکی پہ اپنے سوار تھا

جو ہچکچا کے رہ گیا سو رہ گیا ادھر   جس نے لگائی ایڑ وہ خندق کے پار تھا



(۳۰) ایک گھوڑا اور سایہ

ایک گھوڑا تھا نہایت عیب دار
اپنے سایہ سے بد کتا بار بار

اس سے مالک نے خفا ہو کر کہا
سن تو احمق جس سے تو ہے ڈر رہا

جسم کا تیرے ہی تو سایہ ہے وہ
نہ درندہ ہے نہ چو پایا ہے وہ

جسم رکھتا ہے نہ اس کے جان ہے
تو بڑا ڈر پوک اور نادان ہے

یوں دیا گھوڑے نے مالک کو جواب
سچ کہا یہ آپ نے لیکن جناب

آدمی سے بڑھ کے میں وہمی نہیں
ان ہوئی باتوں کا جس کو ہے یقیں

بھوت کا قصہ کہانی کے سوا
کچھ نشاں گھر میں نہ جنگل میں پتا

بھوت سے ڈرنا بھی کوئی بات ہے
کیا ہی وہمی آدمی کی ذات ہے

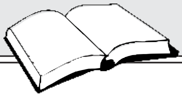
سایہ تو آنکھوں سے آتا ہے نظر
کیا عجب ہے جو ہوا مجھ پر اثر

اپنے دکھ کا کیجیے اول علاج
دوسروں کا پوچھیے پیچھے مزاج

(۳۱) لکھنا پڑھنا

لکھنا پڑھنا نہایت مفید ہنر ہے، اس ہنر سے آدمی کو بڑی قوت حاصل ہو جاتی ہے، بہت سی ضروری باتیں ہیں جن کو انسان یاد نہیں رکھ سکتا یاد کے نقصان کا علاج اسی ہنر سے ہو سکتا ہے جو لوگ اس ہنر کو اچھی طرح کام میں لاتے ہیں ان کے تمام کام بہت خوبی اور آسانی سے انجام پاتے ہیں۔

جو آدمی لکھنا پڑھنا جانتے ہیں وہ اپنی آمد و خرچ کا لین دین کا، تجارت کا حساب کتاب لکھ



لیتے ہیں، بنیوں کا قول ہے: پہلے لکھ اور پیچھے دے بھول پڑے کاغذ سے لے۔

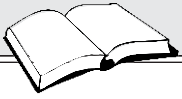
کبھی بھول چوک سے کبھی بد دیانتی سے آپس میں جھگڑا فساد ہو جاتا ہے، اس فساد کو مٹانے کے واسطے اقرار نامہ، پٹہ، قبولیت تمسک، بیع نامہ، وصیت نامہ لکھا جاتا ہے۔

سلطنت کا کام بھی اس ہنر سے رونق پاتا ہے، سزا، قانون، انتظام کے قاعدے، حق حقوق، مقدموں کے فیصلے لکھے جاتے ہیں، گاؤں گاؤں کا دستور، کھیت کھیت کا رقبہ، پیداوار محصول، سرکاری دفتروں میں تحریر ہوتا ہے۔

اس ہنر کے جاننے والے دور بیٹھے آپس میں گفتگو کر سکتے ہیں پروانہ، عرضی خط، رقعہ بھیج کر اپنا اپنا خیال ایک دوسرے پر ظاہر کر دیتے ہیں۔

اس ہنر کے وسیلے سے صدہا برس کے مردوں کی آواز ہمارے کان میں آ رہی ہے ان کے نیک و بد کام ان کے برے بھلے خیال ان کا علم و ہنر ان کی شجاعت ان کا غم و غصہ، ان کی خوش بیانی ان کی نصیحتیں یہ سب باتیں ان کی لکھی ہوئی کتابوں سے اس طرح سنائی دیتی ہیں جس طرح ان کی زبان سے سنتے۔

افسوس ہے کہ برے آدمی اس اچھے ہنر کو بھی برا بنا دیتے ہیں فریبی اور دغاباز آدمی جعل کرتے ہیں، جھوٹی باتیں لکھتے ہیں نادان آدمی کتابوں میں حماقت اور بے حیائی کی باتیں تحریر کرتے ہیں بری کتابوں کا پڑھنا بھی ایسا ہی برا ہے جیسا برے آدمیوں کی صحبت میں بیٹھنا۔



(۳۲) کاموں کی تقسیم

ہر شخص کو زندگی بسر کرنے کے لیے خوراک، لباس اور مکان کی ضرورت ہے لیکن ہر ایک شخص وہ سب کے سب پیشے اور کام نہیں سیکھ سکتا جن سے یہ ضروری چیزیں حاصل ہوتی ہیں۔

ہر آدمی کو لوہار بڑھئی، کسان، چمار، جولاہا، درزی اور معماران سب کا پیشہ اختیار کرنا دشوار ہے اسی واسطے ہر شخص اپنی پسند کے موافق ایک پیشہ اختیار کرتا ہے۔

کوئی شخص لوہار کا کام کرتا ہے لوہے کے اوزار ہتھیار یا برتن بناتا ہے کوئی وکیل ہے جو قانون کے موافق حاکم سے انصاف چاہتا ہے کوئی طبیب ہے جو بیماریوں کو پہچانتا اور ان کا علاج کرتا ہے کوئی سپاہی ہے جو ہتھیار باندھ کر غنیم کا مقابلہ کرتا ہے۔

جب کوئی آدمی ایک ہی قسم کا کام یا پیشہ کرتا رہتا ہے تو رفتہ رفتہ وہ بڑا ہنر مند اور استاد بن سکتا ہے وہ اپنی دانائی اور مہارت سے اس کام کو زیادہ مفید بنا سکتا ہے اور اس کے انجام دینے کا بہتر طریقہ ایجاد کر سکتا ہے۔

کاموں کی تقسیم سے انسانی گروہ کو بڑا فائدہ پہنچتا ہے، یہ تقسیم نہ ہوتی تو کوئی پیشہ اور ہنر ترقی نہ پاتا بلکہ ہر کام ناقص رہتا اور دیر میں ہوتا۔

(۳۳) تجارت

ہر آدمی کوئی کام یا پیشہ کرتا ہے اور اپنی محنت کی پیداوار یا اپنی کمائی کو دوسرے پیشہ والوں سے ضروریات کے وقت بدل لیتا ہے۔

اس مبادلہ کی ضرورت نے انسان کو تجارت کا پیشہ سکھایا ایک گروہ نے یہ کام اختیار کر لیا کہ وہ



ہر ایک کاریگر اور پیشہ ور کا مال مول لیتا اور دوسروں کے ہاتھ بیچتا ہے اسی کو بیوپار یا سوداگری یا تجارت کہتے ہیں۔

بعض چیزیں ایسی ہیں کہ وہ ایک شہر یا ملک میں پیدا ہوتی اور بنائی جاتی ہیں دوسرے شہروں اور ملکوں میں جا کر بکتی ہیں کیونکہ وہاں ان کی خواہش زیادہ ہے۔

اگر کاریگر یا پیشہ ور اپنا مال لیکر خود ہی فروخت کرتے پھرا کرتے تو ان کا بڑا حرج ہوتا جب بیچنے کے لیے ان کو سفر کرنا پڑتا تو کچھ عرصہ تک ضرور ان کا کام بند رہتا۔

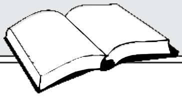
سوداگر یا تاجر پیشہ وروں سے خریدتا اور گاہکوں کے ہاتھ بیچ ڈالتا ہے ایک جگہ کا مال دوسری جگہ لے جاتا ہے جہاں زیادہ خواہش ہے وہاں پہنچاتا ہے پیشہ وروں اور خریداروں کا وقت بچاتا ہے اس کے عوض میں خود بھی نفع اٹھاتا ہے۔

سوداگری نہایت ضروری اور عمدہ پیشہ ہے جس قدر تجارت بڑھتی جاتی ہے اسی قدر صنعت اور پیشے کو رونق ہے آدمیوں کو محنت کرنے کا زیادہ موقع ملتا ہے ان کی کمائی اور دولت ترقی پاتی ہے۔

(۳۴) سکّہ

دھات کے ہم وزن ٹکڑے جن پر کسی حاکم یا بادشاہ کے نام کا ٹھپہ ہوتا ہے وہ سکے کہلاتے ہیں جیسے آج کل پائی، پیسہ، ادھنا تانبے کا سکہ ہے، دونّی، چونّی، اٹھنّی اور چاندی کا روپیہ، اشرفی سونے کی۔

حاکم یا بادشاہ کے نام کا ٹھپہ اس بات کی سند اور ضمانت ہے کہ سکہ کھری دھات کا ہے اور جو وزن اس کا معین ہے اس میں پورا ہے جو لوگ کھوٹے سکے بناتے اور چلاتے ہیں وہ حاکم کے حکم سے سزا پاتے ہیں۔



جب تک سکہ کا رواج نہ ہوا تھا چیزوں سے چیزوں کا مبادلہ ہوتا تھا جس طرح گاؤں اور قصبوں میں ضرورت کے وقت اب بھی ہوتا ہے: غلہ دے کر ترکاری خریدتے ہیں کپاس کے بدلے گھی، تیل اور نمک لے آتے ہیں۔

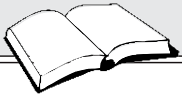
سکے کے بغیر روزمرہ کے چھوٹے موٹے لین دین تو ہو سکتے ہیں مگر بڑی تجارتوں کا چلن ممکن نہیں خاص کر بڑے شہروں میں جہاں طرح طرح کے پیشے ہوتے ہیں سکے کی سخت ضرورت ہے۔

اگر سکے کی چلن نہ رہے تو تم خیال کر سکتے ہو کہ سرکاری خزانہ میں روپے کے توڑوں کے بجائے کیا ہو؟ ہر قسم کا غلہ، میوے ترکاریاں ہر جنس کے چوپائے ہر طرح کے اسباب اور کاٹھ کباڑ محصول کے طور پر جمع ہوا کرے اور وہی سب سرکاری ملازموں کی تنخواہ میں تقسیم ہو۔

اگر سکے نہ ہوتے تو ایک من گیہوں یا چنا اور کبھی خریدنے کے واسطے اپلوں کا مالک پوری دو گاڑی بھر کر منڈی لے جایا کرتا اسی طرح بڑے بڑے حاکموں کو ان کی تنخواہ کے طور پر غلہ اور اسباب دیا جاتا تو اس کے رکھنے کو ان کا مکان ہرگز کافی نہ ہوتا۔

سکے سے تجارت اور لین دین میں بڑی سہولت ہوتی ہے ہر شخص اپنی محنت یا اپنے مال کے عوض میں سکہ لے لیتا ہے اور جب چاہتا ہے ان کے بدلے میں اپنی خواہش اور ضرورت کے موافق ہر چیز خرید سکتا ہے۔

دھات اور سب چیزوں سے زیادہ مضبوط اور وزنی ہوتی ہے، وزنی ہم اس چیز کو کہتے ہیں جو جگہ کم گھیرتی ہے تمام دھاتوں میں تانبا، چاندی اور سونا بہت اچھے ہیں اسی واسطے ان کا سکہ بنایا جاتا ہے۔



(۳۵) گفتگو کے آداب

ہمیشہ مناسب آواز سے گفتگو کیا کرو نہ تو اتنی دھیمی ہو کہ سنائی نہ دے اور نہ اتنی سخت ہو کہ سننے والے کو ناگوار گزرے، بولنے میں اس قدر تیز اور شتابی نہ کرو کہ بات سمجھ میں نہ آئے نہ اس قدر رک رک کر بولو کہ سننے والے کا جی اکتا جائے۔

جب کسی سے گفتگو کرنا چاہو تو اول موقع اور وقت کو دیکھ لو بات کیسی ہی اچھی یا ضروری ہو لیکن بے موقع یا بے وقت کہو گے تو ضرور بری معلوم ہو گی۔

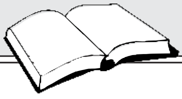
کسی شخص سے ایسی بات نہ کہو جس کو وہ سمجھ نہ سکے یا جس کے سننے کی اس کو رغبت نہ ہو یا جس کے سننے سے اس کے دل کو رنج اور صدمہ پہنچے۔

ے چھری کا تیر کا تلوار کا تو گھاؤ بھرا لگا جو زخم زباں کا رہا ہمیشہ ہرا

کسی کی بات کاٹنا سخت عیب ہے جب تک دوسرے شخص کی گفتگو ختم نہ ہو لے تم ہرگز شروع نہ کرو البتہ کوئی سخت ضرورت ہو تو اول اس شخص سے معافی مانگو تب بات کہو، یہ بھی بڑی حماقت ہے کہ پوچھیں اور سے جواب دینے لگو تم۔

بات کو زبان سے پیچھے نکالو پہلے اس کو سوچ لیا کرو، بن سوچے بولنا بے وقوفی ہے، ایک ہی بات کو بار بار کہنا ایک ہی لفظ کو دہرانا نہ چاہیے بات بات پر ہاتھ ہلانا، منہ بنانا، آنکھیں مٹکانا، بھوؤں سے اشارہ کرنا بھی بہت بُرا معلوم ہوتا ہے۔

گفتگو کے وقت بہت تیزی اور غصہ ظاہر کرنا، سخت لفظ بولنا، گڑگڑانا، ہاتھ جوڑ کر بات کہنا، بے حیائی اور مسخرے پن کی باتیں زبان پر لانا، اپنے منہ سے اپنی تعریف کرنا، بڑا ذلیل کام ہے اس سے ہمیشہ پرہیز کرو۔



ایسی باتیں لوگوں کے سامنے بیان نہ کیا کرو جن کی سچائی میں تم کو آپ شک ہو اگر اتفاق سے ایسی بات کہنی پڑے تو اس کے ساتھ ہی اپنا شک بھی ظاہر کر دو کسی کے اعتقاد یا مذہب یا بزرگوں کی شان میں برا لفظ ہرگز زبان پر نہ لاؤ۔

بزرگوں یا حاکموں سے گفتگو کرنی ہو تو اول ان سے اجازت چاہیں جب اجازت دیں تو ادب کے ساتھ بات چیت کرو، بات کو بنا کر یا بڑھا کر نہ کہو صاف اور مختصر کہو۔

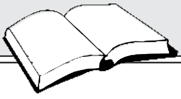
جب چھوٹوں سے گفتگو کرو تو نرمی اور مہربانی سے کرو غرور اور شیخی نہ جتاؤ کوئی حقارت کا لفظ نہ بولو کسی قصور پر ملامت کرنی ہو تو ہمیشہ تنہائی میں کرو۔

دوستوں کے جلسے میں بیٹھ کر بے ہودہ گپیں نہ ہانکو جو بات ہو ایسی ہو کہ اس سے تم یا تمہارے دوست کو فائدہ پہنچے جس بات سے نفع نہ ہو اس کے کہنے سے چپ رہنا بہتر ہے، ایسی بحث کبھی نہ چھیڑو جس سے دوستوں کے دل کھٹے ہو جائیں اور دوستی میں خلل پڑے کبھی کبھی ہنسی اور دل لگی کی بات کا بھی مضائقہ نہیں مگر اس کی عادت نہ ڈالو۔

ے جو بات کہو صاف ہو ستھری ہو بھلی ہو
کڑوی نہ ہو کھٹی نہ ہو مصری کی ڈلی ہو

(۳۶) بچہ اور ماں

اچھی اماں مجھے بتا دو ابھی — کیوں ہے بچہ کی مامتا اتنی
تم کو بچہ سے کیوں یہ الفت ہے — کس لیے اس قدر محبت ہے
ماں نے بچے کو یوں جواب دیا — حیف تم جانتے نہیں بیٹا
کیسا لیٹا ہے یہ خوش وخرم — نہ کوئی فکر ہے نہ کوئی غم



نہ تو روتا ہے نہ بلبلاتا ہے　　گود میں کیا ہمک کے آتا ہے

مسکراتا ہے کیا ہی خوش ہو کر　　جیسے چڑیا مگن ہو ڈالی پر

جب کہ سونے کا وقت آتا ہے　　میرے سینے سے چمٹا جاتا ہے

جب کہ آنکھوں میں نیند آتی ہے　　بستر اس کا میری چھاتی ہے

نیند لے کر ہنسی خوشی سے اٹھا　　پھول گویا کھلا چنبیلی کا

لگ گئی بھوک کہہ نہیں سکتا　　پیاری نظروں سے ہے مجھے تکتا

پیار کا میرے بس یہی ہے سبب　　نہیں آتا بیان میں مطلب

(۳۷) ماں اور بچہ

بولی بچے سے ماں مرے پیارے　　صدقے اماں جواب دو بارے

کہ ہے بچے کو ماں سے الفت کیوں　　رکھتا ہے اس قدر محبت کیوں

دیا بچے نے یوں جواب سنو!　　اے ہے اماں خبر نہیں تم کو

مجھ کو تکلیف سے بچاتی ہو　　پیار سے گود میں بٹھاتی ہو

جی مرا بدمزہ اگر ہو جائے　　میرے دکھ کا تمہیں اثر ہو جائے

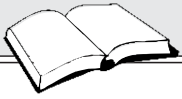
مجھ کو ہو درد تم کو حیرانی　　چپکے چپکے کرو نگہبانی

پیار کرتی ہو منہ دھلاتی ہو　　اچھے کھانے مجھے کھلاتی ہو

اور سب سے جو آرہے ہیں نظر　　تم زیادہ ہو مہرباں مجھ پر

جانتا ہوں زیادہ سب سے تمہیں　　چاہتا ہوں اسی سبب سے تمہیں

پیاری اماں کہا نہیں جاتا　　نہیں مطلب بیان میں آتا



(۳۸) حکایت

ایک بار لقمان حکیم کو زمانے کی گردش نے کسی کسان کا غلام بنادیا جو سخت جاہل اور نہایت غافل آدمی تھا۔

حکیم نے آقا کو نصیحت کرنی چاہی مگر سوچا کہ یوں زبانی باتوں سے اس کے مردہ دل پر کچھ اثر ہوتا ہوا نظر نہیں آتا اس لیے مناسب موقع کا منتظر رہا۔

ایک روز آقا نے یہ حکم دیا کہ جاؤ! کھیت میں گیہوں بودو حکیم نے فوراً جَو لے جا کر بکھیر دیے مگر مالک اس وقت دیکھنے کو نکلا جب کھیتی تیاری کے قریب پہنچ گئی تھی۔

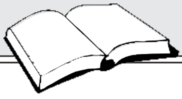
اس نے اپنے حکم کے برخلاف گیہوں کے بجائے جَو اُگے ہوئے پائے تو نہایت غضبناک ہو کر غلام سے پوچھا کیا میں نے تجھ سے گیہوں بونے کی فرمائش نہیں کی تھی؟

حکیم نے جواب دیا حضور! بے شک میں نے آپ کے حکم کے خلاف جَو بودیئے لیکن مجھ کو امید یہی ہے کہ غلہ اٹھانے کے وقت ہم یہاں سے گیہوں سمیٹ کر لے جائیں گے۔

اس جواب نے کسان کے غصہ کو اور بھی زیادہ بھڑکا دیا وہ غضبناک ہو کر بولا کیا الٹی سمجھ کا آدمی ہے بھلا یہ کب ممکن ہے کہ بوئیں جَو اور کاٹیں گیہوں۔

اب حکیم کے نزدیک نصیحت کا مناسب موقع آ گیا تھا اس نے نہایت نرمی سے کہا حضرت یہ بات تو میں نے آپ ہی کے طور طریق سے سیکھی ہے کیونکہ میں ہمیشہ دیکھتا ہوں کہ آپ گناہ اور بدی میں مصروف رہتے ہیں لیکن پھر بھی خدا سے جزائے خیر کے امیدوار ہیں۔

نتیجہ کیونکر اچھا ہو نہ ہو جب تک عمل اچھا
نہیں بویا ہے تخم اچھا تو کب پاؤ گے پھل اچھا



کرومت آج کل حضرت برائی کو ابھی چھوڑو
نہیں جو کام اچھا وہ نہ آج اچھا نہ کل اچھا
برے کرتب بھی کرنے اور توقع نیک نامی کی
دماغ اچھا سنوارو تم نہیں ہے یہ خلل اچھا
جو ہو جائے خطا کوئی کہ آخر آدمی ہو تم
تو جتنا جلد ممکن ہو کرو اس کا بدل اچھا

حکایت (۳۹)

ایک جوڑا مرغابیوں کا اور ایک کچھوا مدت سے ایک ہی تالاب میں بسر کرتے تھے ہمسائیگی کے باعث آپس میں نہایت پیارا خلاص ہو گیا تھا۔

ایک بار ایسی خشک سالی ہوئی کہ ناچار مرغابیوں کو وہاں سے کوُچ کرنا پڑا وہ بہت افسوس کے ساتھ اپنے عزیز ہمسایہ سے رخصت ہونے لگیں کچھوا ان کی جدائی سے نہایت غمگین ہو کر منت کرنے لگا کہ مجھ کو بھی اپنے ہمراہ لے چلو!

مرغابیوں نے اس عجیب درخواست کے منظور کرنے سے عُذر کیا کہ ہم زمین پر چل نہیں سکتے تُو ہوا پر اڑ نہیں سکتا پھر ہمارا تیرا ساتھ ہو تو کیوں کر ہو؟

آخر کار دوست کی خاطر سے دونوں مرغابیوں نے ایک لکڑی اپنے پنجوں میں لی اور کچھوے سے کہا کہ اس کو منہ میں پکڑ کر لٹک جا لیکن رستے میں بولا تو تو جانے گا۔

جب کہ مرغابیاں کچھوے کو اڑا لیے جاتی تھیں اتفاقاً ایک شہر کے اوپر سے گزر ہوا لوگوں نے



یہ انوکھا تماشہ دیکھ کر بہت شور وغُل مچایا اس وقت بے وقوف کچھوے سے خاموش نہ رہا گیا غُل مچانے والوں کو جواب دینے کا ارادہ کیا بات کا شروع کرنا تھا کہ لکڑی اس کے منہ سے چھوٹ گئی وہ دھم سے نیچے گرا اور گرتے ہی بے دم ہو گیا۔

مرغابیوں نے اس نافہم دوست کی حالت پر بہت افسوس کیا اور یوں کہتی ہوئی اڑی چلی گئیں:

جو دانا دوستوں کی نصیحت پر عمل نہیں کرتا اس کی ایسی ہی بری گت ہوتی ہے۔

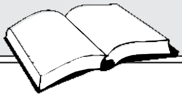
قِطعہ

اس سے دنیا میں نہیں کوئی زیادہ بدبخت	جو نہ دانا ہو نہ داناؤں کا مانے کہنا
آج آفت سے بچی جان تو کل خیر نہیں	ایسے نادان کا مشکل ہے سلامت رہنا

(۴۰) حکایت

ایک دن باز نے کہا، میاں مرغے! تم بڑے ہی بے وفا بے مُروّت اور ناشکرے ہو دیکھو آدمی کس محبت سے تم کو پالتے ہیں دانہ پانی کی خبر لیتے ہیں پھر بھی تمہارا یہ حال ہے کہ مالک پکڑنا چاہتا ہے تو بھاگے بھاگے پھرتے ہو خود بھی تھکتے ہو اور مالک کو بھی دَق کرتے ہو۔

مجھ کو دیکھو جنگل کا پکھیرو، پہاڑ کا پرند، ہوا پر اڑنے والا مگر جہاں دو چار دن رہا آدمیوں میں بس ان کی خُو سے واقف ہوا اور ان کا نمک کھایا، پھر تو ایسا مطیع اور فرماں بردار ہوتا ہوں کہ اشاروں پر کام کرتا ہوں جب شکار پر چھوڑتے ہیں تو پنجے جھاڑ کر اس کے پیچھے پڑتا ہوں کوسوں دُور نکل جاتا ہوں مگر اپنے آقا کو نہیں بھولتا، ذرا واپسی کا اشارہ پایا خوشی خوشی اڑتا چلا آیا۔



مرغے نے جواب دیا میاں باز! اس میں شک نہیں کہ تم بڑے شکاری ہو بلند ہمت ہو چست وچالاک ہو لیکن بھائی قصور معاف، تم میں بات سمجھنے کی لیاقت ہے نہیں، اگر تم تھوڑا غور کرتے اور میری اور اپنی حالت کا فرق پہچانتے تو ہرگز بے وفائی اور کج ادائی کا طعنہ مجھ کو نہ دیتے۔

میں نے سیکڑوں مُرغ حلال ہوتے اور سیخ پر بھنتے اپنی آنکھ سے دیکھے ہیں مگر تم نے کسی باز کو ذبح ہوتے یا کباب کیے جاتے دیکھا تو کیا، کبھی سنا بھی نہ ہوگا، اس صورت میں اگر میں چوکنا رہوں اور مالک کی طرف سے میرے دل میں دُکھڑ پکڑ ہو تو میں عقلمندوں کے نزدیک ملامت کے قابل نہیں ہوں اور تم اپنے آقا پر اطمینان رکھو تو کچھ تعریف کے مستحق نہیں ہو۔

(۴۱) حرص وطمع

جب بھوک پیاس گرمی سردی ستاتی ہے تو انسان کو خواہش ہوتی ہے کہ ان تکلیفوں کو دور کر کے آرام حاصل کرے اگر یہ خواہش نہ ہوتی تو زندگی دشوار ہو جاتی۔

اکثر ہوتا ہے کہ آدمی صرف تکلیفوں کے دور کرنے پر قناعت نہیں کرتا بلکہ وہ اپنی خواہش کو حاجت سے زیادہ بڑھا دیتا ہے، خواہش کا حد سے بڑھنا حرص وطمع کہلاتا ہے۔

حریص آدمی کو آرام واطمینان کم نصیب ہوتا ہے جس قدر عَیش کا سامان بڑھتا ہے حرص وطمع بھی بڑھتی جاتی ہے وہ ہمیشہ محتاج ہی رہتا ہے کبھی خدا کا شکر نہیں کرتا۔

حریص آدمی اپنی خواہشوں کا غلام ہوتا ہے وہ لالچ میں اندھا بن جاتا ہے کہ انجام کو نہیں سوچتا وہ اوروں کی حق تلفی کرتا اور اپنا بھلا چاہتا ہے۔

جو آدمی حریص وطامع ہوتا ہے وہ دوسروں کی مدد بھی کم کرتا ہے اس لیے اس کے دوست کم ہوتے ہیں وہ اوروں کو خوش حال دیکھ کر جل مرتا ہے ان کی بدخواہی کرتا ہے بدخواہی سے عداوت



اور عداوت سے ہزار طرح کے فساد ہوتے ہیں اس لیے اس کا وقت جھگڑے بکھیڑے میں تلف ہوتا ہے اتنی فرصت نہیں پاتا کہ کچھ کمال حاصل کرے۔

دوسروں کی دیکھا دیکھی بچوں کو بھی حرص و طمع کا مرض لگ جاتا ہے وہ نفیس کپڑا لذیذ کھانا چاہتے ہیں، میسر نہیں آتا تو ماں باپ کا ناک میں دم کرتے ہیں، آخر ان کی نظروں سے گر جاتے ہیں گھر میں کوئی ان کی عزت نہیں کرتا۔

جن بچوں کو چٹورپن کی بری لت پڑ جاتی ہے وہ علم و ہنر کے سیکھنے میں جی نہیں لگاتے وہ چوری اور بد نیتی بھی کرنے لگتے ہیں، جب تک اس بد عادت کو نہیں چھوڑتے ہمیشہ ذلیل و خوار رہتے ہیں۔

جو ہمیشہ باحیا اور نیک بچے ہیں وہ اچھے کھانے اچھے کپڑے پر جان نہیں دیتے جو کچھ گھر میں میسر آتا ہے اس کو خوش ہو کر کھاتے پہنتے ہیں، ماں باپ کا احسان مانتے اور خدا کا شکر کرتے ہیں۔

بھوک پیاس ایک درد ہے کھانا پینا اس کی دوا، گرمی سردی یا موسم کی سختی ایک بیماری ہے، کپڑا لتّا اس کا علاج دوا، اور علاج کو اتنا مت بڑھاؤ کہ وہ خود بیماری بن جاوے۔

(۴۲) ہمسایہ

انسان تنہا رہنے کے لیے نہیں بنایا گیا اس کی حاجتیں ایسی ہیں جو ایک دوسرے کی مدد سے پوری ہوتی ہیں، اس لیے انسان گروہ بنا کر رہتے اور ایک جگہ آباد ہوتے ہیں۔

جن لوگوں کے گھر قریب قریب ہوتے ہیں وہ ہمسائے کہلاتے ہیں جو نیک اور شریف آدمی ہیں وہ ہمیشہ اپنے ہمسائے کی مدد کرتے ہیں۔

انسانوں میں بدتر وہ انسان ہے جس سے اس کا ہمسایہ ناراض ہو، ہمسایہ بُرا ہو یا بھلا اس کے



ساتھ نیکی کرو، اگر نیک ہے تو تم نے اس کا حق ادا کیا اگر بد ہے تو تم اس کی بدی سے محفوظ رہو گے، اس کو فضیحت نہ کرو اس کے عیبوں کو اپنے عیبوں کی طرح چھپاؤ۔

اگر اتفاقاً ہمسائے سے کچھ رنجش ہو جائے تو خاموشی کے ساتھ آپس میں ہی فیصلہ کرو، عدالت میں نالش فریاد لے کر نہ جاؤ کیونکہ عدالت کا فیصلہ بڑی قیمت میں حاصل ہوتا ہے پھر بھی وہ دونوں کی کُدورت کو دور نہیں کر سکتا۔

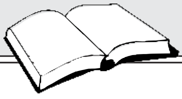
جو سعادت مند بچے ہیں وہ اپنے ہمسایوں کا کام کاج نہایت خوشی سے کرتے ہیں پاس پڑوس کی غریب اور بیکس بوڑھیوں کا سودا سلف بازار سے لا دیتے ہیں۔ اور وہ ان کو اپنے دل سے پیار کرتی اور دعائیں دیتی ہیں خدا ایسے بچوں کی عمر میں برکت دیتا اور ان کو خوش نصیب بناتا ہے۔

(۴۳) نشست و برخاست کے آداب

چلنے میں جلد بازی ہرگز نہ کرو، بے وجہ دوڑنا، جھپٹنا چھچھورا پن ہے لیکن اتنی سستی بھی نہ چاہیے کہ وقت ضائع ہو، سردی کے وقت تیز قدم اور گرمی کے وقت آہستہ چلنا مناسب ہے، شیخی سے اُکڑ کر یا نزاکت سے مٹک کر چلنا رَذالوں کا طریقہ ہے جب چلو رستہ دیکھ کر چلو بار بار پیچھے مڑ کر دیکھنا بیوقوفی ہے، سواری ہو تو ایسی تیز نہ ہانکو کہ کسی کو صدمہ یا تکلیف پہنچے۔

بیٹھو تو پاؤں پھیلا کر نہ بیٹھو نہ کسی کی طرف پشت کرو، خاص کر بزرگوں کی طرف سر کو یا ہاتھ کو زانو پر رکھ کر نہ بیٹھو یہ سستی کی علامت ہے جب حاکموں یا بزرگوں کے سامنے جاؤ تو بلا اجازت نہ بیٹھو، تپائی کرسی یا مونڈھے پر نشست ہو تو پاؤں اٹھا کر نہ بیٹھو۔

کوئی بے فائدہ حرکت نہ کرو جیسے ہاتھ ہلانا، ناک یا منہ میں انگلی دینا کپڑے کو منہ میں

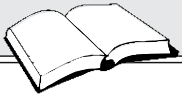


لینا، انگلیاں چٹخانا، اگر جلسہ ہو تو انگڑائی جمائی اور ڈکار لینے سے پرہیز کرو، بار بار تھوکنا بھی عیب ہے، ناک صاف کرنے کی ضرورت ہو تو اس طرح صاف کرو کہ حاضرین نہ دیکھیں نہ آواز سنیں، آستین یا دامن سے صاف کرنا بے تمیزی ہے اس کے لیے رومال چاہیے۔

جب کسی محفل مجلس یا جلسے میں جاؤ تو ایسی جگہ بیٹھو جو تمہارے رُتبے کے لائق ہو، اگر ناواقفیت سے بے موقع بیٹھ گئے ہو تو جب معلوم ہو فوراً اپنی جگہ آہستگی سے واپس آؤ، اگر جگہ نہ ملے تو گھبرانا یا برا ماننا نہ چاہیے، چپ چاپ وہاں سے الگ ہو جاؤ۔

غیروں کے روبرو سوائے ہاتھ پاؤں اور چہرے کے بدن کا کوئی حصہ نہ کھولو، ناف سے لے کر زانو تک ہر وقت پوشیدہ رکھو خواہ جلسہ ہو خواہ تنہائی البتہ ضرورت کے وقت مضائقہ نہیں، جیسے غسل وغیرہ، غرض چلنے پھرنے اٹھنے بیٹھنے میں کوئی حرکت ایسی نہ ہو جس کو دیکھ کر کوئی نفرت کرے یا کسی کو تکلیف پہنچے۔

ادب سے ہی انسان انسان ہے ادب جو نہ سیکھے وہ حیوان ہے
جہاں میں ہو پیارا نہ کیوں کر ادب ادب جو نہ سیکھے وہ حیوان ہے
نہ ہو جس کو اچھے برے کی تمیز نہ وہ گھر میں پیارا نہ باہر عزیز
بٹھاتے نہیں بے ادب کو قریب یہ سچ بات ہے بے ادب بے نصیب



(۴۴) زِراعت

(۱) پودے کے حصے (جو زیر زمین ہوتے ہیں)

پوداتم نے دیکھا تو ہے؟ جی ہاں! دیکھا ہے، اچھا بتاؤ تو سہی پودا کسے کہتے ہیں؟ چھوٹے اور ملائم پیڑ کو پودا کہتے ہیں وہ کس چیز پر اُگتا ہے؟ زمین پر۔

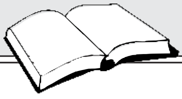
یہ پودا اُکھیڑ لو، بتاؤ اس حصے کو جو پیلا پیلا ہے اور جس میں سُوت کے سے ریشے ہوتے ہیں، زمین کے اندر وہاں اس کی کیا حالت ہوتی ہے؟ بڑھا کرتی ہے۔

اچھا یہ بتاؤ جڑ کیا کام دیتی ہے؟ تم نہیں جانتے تو ہم سے سنو ایک تو پودے کو زمین تھامے رہتی ہے دوسرا کام اس کا یہ ہے کہ پودے کے لیے زمین میں سے خوراک حاصل کرتی ہے۔

کیا پودے کو بھی کھانے پینے کی حاجت ہے؟ بے شک اس کے بھی جان ہے اور سب جانداروں کی طرح اس کی زندگی بھی کھانے پینے پر ہے اگر پودے کو غذا نہ ملے یا جڑ کاٹ ڈالو تو وہ مر جائے گا، پودے کا منہ کیا ہے؟ یہ ہی جڑ جس کے ذریعہ سے وہ اپنی خوراک زمین سے لیتا اور بڑھتا ہے اس کی غذا کو ہم کھاد یا کھات بولتے ہیں۔

....

نوٹ: سب جانداروں کی زندگی کھانے پر موقوف ہے پودا بھی جاندار ہے اس کی زندگی بھی کھانے ہی سے ہے، پودا جس مقام پر پیدا ہوتا ہے اس جگہ رہتا ہے وہیں سے چھوٹے سے بڑا ہوتا ہے اور آخر کار مر سڑ کر وہیں خاک میں مل جاتا ہے جہاں وہ ہوتا ہے اسی حصے زمین سے اپنی غذا لیتا ہے اسکو غذا (کھاد) جڑ کے ذریعہ ملتی ہے پودے کی جڑ کیسی ضروری چیز ہے۔



(۲) پودے کے حصے (جو زمین کے اوپر ہوتے ہیں)

جڑ سے اوپر کا حصہ جو زمین سے نکلا ہوا ہے کیسا سخت اور ہرے رنگ کا ہے بتاؤ اس کو کیا کہتے ہیں؟ جناب اس کو تنہ کہتے ہیں۔

تنہ کیا کام دیتا ہے؟ وہ پتیاں اور پھول پیدا کرتا ہے، اچھا پتوں سے کیا فائدہ ہے؟ پتیاں بھی پودے کے لیے غذا حاصل کرتی ہیں جس طرح جڑ زمین میں سے غذا لیتی ہے اسی طرح پتیاں ہوا میں سے لیتی ہیں۔

پھول بھی تنے پر پیدا ہوتے ہیں رنگ برنگ کے اور بہت خوبصورت، تم جانتے ہو پھول کا کام کیا ہے؟ پھول کا کام ہے پھل دینا، پھل میں بیج ہوتے ہیں، پکا بیج زمین میں بونے سے نیا پودا ہوتا ہے۔

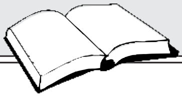
کسی پودے کا پکا بیج لو، زمین کھودو اور مٹی کو نرم اور باریک کر کے اس میں بو دو، تو کیا ہوگا؟ تین چار دن بعد وہی پودا پیدا ہوگا جس کا بیج تم نے بویا تھا، گیہوں سے گیہوں کا پودا اُگا، چنے سے چنے کا۔

(۳) پودے کی غذا

تم کو یہ تو معلوم ہو چکا ہے کہ پودے کی بھی جان ہے، کھانے ہی پر اس کی زندگی ہے اور اس کی خوراک کھاد یا زمین ہوتی ہے، آؤ اسے آزما کر دیکھیں۔

....

نوٹ: ہر جنس اپنی جنس پیدا کرتی ہے طلبہ کو خوب سمجھانا چاہیے کہ صرف یہ ہی کام نہیں ہے کہ گیہوں کے بیج سے گیہوں یا لال گیہوں سے لال، سفید سے سفید اور سخت سے سخت پیدا ہوگا نہیں بلکہ جو بھلائی برائی ہوگی وہی اس کی پیداوار میں ہوگی، کمزور بیج کی پیداوار کمزور ہوتی ہے غرض جیسا بوؤ گے ویسا کاٹو گے۔



یہ پودا اکھیڑ کر الگ رکھ دو، دیکھو پتیاں کیسی مرجھا گئیں، پودا تو سوکھ ساکھ کر بالکل مردہ سا ہو گیا، تم سمجھے بھی، یہ کیوں مر گیا، بیچارہ مرتا نہیں تو کیا کرتا، جڑ تو اکھڑ ہی گئی، جو زمین سے کھاد لے کر اس کو پہنچاتی تھی، اسی کے سہارے زندہ تھا، ہاں تو کھاد نہ ملنے سے مرا۔

پودے کو پانی کی بھی بڑی ضرورت ہے وہ اپنی غذا بغیر پانی کے زمین سے لے ہی نہیں سکتا اس کا بھی امتحان کرو، مٹی کے دو برتنوں میں پودے لگاؤ، ایک برتن میں تو پانی دیتے رہو اس کا پودا خاصہ ہرا رہے گا، دوسرے برتن میں پانی کا قطرہ بھی نہ ڈالو تو اس کا پودا سوکھ کر مرجائے گا۔

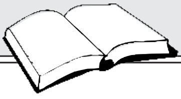
دیکھو برسات میں پانی برستا ہے تو قِسم قِسم کے پودے زمین پر پیدا ہو جاتے ہیں اور جب تک زمین میں آل (نمی) باقی رہتی ہے وہ ہرے بنے رہتے ہیں، گرمی کے موسم میں زمین سوکھ جاتی ہے تو پودے بھی خشک اور مردہ ہو جاتے ہیں غرض سوکھی زمین پر پودا نہیں جی سکتا، پانی ہی سے اس میں جان آتی ہے۔

اچھا اب ایک پودے کو تول کر جلاؤ تو تم دیکھو گے کہ بہت بڑا حصہ تو جل جلا کر ہوا میں جا ملا باقی کیا رہ گیا تھوڑی سی راکھ، سنو! جو حصہ ہوا ہو گیا یہ ہی تو تھا جس کو پتیاں ہوا سے لیتی ہیں جو راکھ بچی یہ وہ حصہ ہے جس کو جڑ نے پانی کے ساتھ زمین سے حاصل کیا تھا۔

....

نوٹ:

ایک برتن میں شکر دوسرے میں نمک تیسرے میں طوطیا (ایک زہر ہے) میں مٹی گھولو اور کئی گھنٹے رکھا رہنے دو، مٹی تو بیٹھ جائے گی اور سب چیزیں پانی میں گھلی ملی رہیں گی ان کو جدا جدا صافی میں چھانو، شکر کے پانی کا مزہ میٹھا ہوگا، نمک کے پانی کا نمکین، طوطیا کا پانی دیکھنے ہی سے معلوم ہو جائے گا کہ اس میں طوطیا موجود ہے، پودے کی غذا جو مٹی میں ہوتی ہے شکر، نمک اور طوطیا کی طرح پانی میں حل ہو جاتی ہے مٹی حل نہیں ہوتی جب پودے کی جڑ پانی کی آل (رطوطت) کو چوستی ہے تو پانی میں ملی ہوئی غذا اس کو پہنچتی ہے۔



(۴) پودے کی پیداوار

یہ تو بتاؤ بوئے ہوئے پودوں کے کون سے حصے ہمارے کام آتے ہیں؟ گاجر اور مولی کی جڑیں ہم کھاتے ہیں شلجم اور چقندر کیا ہیں؟ ہاں یہ بھی جڑیں ہیں۔

اِیکھ (اوکھ) کا تنہ ہم چوستے ہیں آلو، اَروی (گھیاں) زمین قند کی ترکاری بناتے ہیں اور شکر قند کو ابال کر کھاتے ہیں یہ بھی ایک قسم کے تنے ہیں جو زمین کے اندر ہوتے ہیں۔

پالک، سوئے، میتھی اور خرفے کی پتیوں کا ساگ پکاتے ہیں، پودینہ اور دھنیا کی چٹنی بناتے ہیں گوبھی اور کچنال کے پھول پکا کر کھاتے ہیں کھیرے، ککڑی، خربوزہ، تربوز، لوکی، کدو اور سیم کے پھل کھاتے ہیں۔

اناج جو ہم کھاتے ہیں سب کے سب بیج ہیں، گیہوں، جو، جوار، مکئی اور باجرے کا آٹا پیس کر روٹی پکا کر کھاتے ہیں، مٹر، چنا، مونگ، ماش کی دالیں پکاتے اور بھنا کر کھاتے ہیں۔

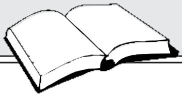
سرسوں کے بیج سے کڑوا تیل، تِل اور تلی کے بیج سے میٹھا تیل نکالتے ہیں ان میں پکوان پکاتے ہیں، چراغ میں بھی جلاتے ہیں۔

....

نوٹ:

(۱) گیہوں حقیقت میں پھل ہے مگر ایسا پھل جس کا بیج پھل سے جدا نہیں ہوسکتا۔

(۲) طلبہ کو یہ بھی بتاؤ کہ آل جڑ ہے، جس سے لال رنگ نکلتا ہے، ہلدی تنہ ہے جس سے زرد رنگ نکلتا ہے، نیل کی پتی سے خوبصورت نیلا رنگ نکلتا ہے جس کو نیل کہتے ہیں، کُسم کے پھل سے سرخ رنگ اور تن کے بیج سے زرد رنگ نکلتا ہے، اسی طرح یہ بھی بتاؤ کہ آم، امرود، آڑو، ناشپاتی، انار وغیرہ پھل ہیں بادام پستے وغیرہ بیج ہیں۔



(۵) فصلیں اور جنسیں

تم یہ جانتے ہو کہ سال میں تین فصلیں ہوتی ہیں:

(۱) خریف (۲) ربیع

اور فصل زائد مگر یہ بھی جانتے ہو کہ ہر ایک فصل میں کون کون سی جنسیں بوئی جاتی ہیں؟

سنو!

خریف کی فصل میں جو جنسیں بوتے ہیں ان میں ضروری یہ ہیں:

غلہ، دانہ کی جنسیں: دھان، مکئی، جوار، باجراء کاکُن ، مِڑوا، کودوں۔

دال کی جنسیں: ارہر، ماش، مونگ، موٹھ، لوبیا۔

تلہن: جن سے تیل نکلتا ہے۔ تیل، تلی اور ارنڈی

ریشہ: کپاس، سنی، پٹ سَن، سَن

رنگ: نیل، مصالحہ، ادرک، ہلدی

ترکاریاں: لوکی، کدو، ترئی، بھنڈی۔

ربیع کی فصل میں جو جنسیں بوئی جاتی ہیں ان میں سے ضروری یہ ہیں:

غلہ، دانہ کی جنسیں: چنا، مٹر، مٹری، مسور

تلہن: جن سے تیل نکلتا ہے، سرسوں، رائی، لاہی، اَلسی۔

رنگ: کسم، جس کو کڑیا کوڑ کہتے ہیں۔

ترکاریاں: گاجر، مولی، آلو، لوکی، کدو اور گوبھی۔

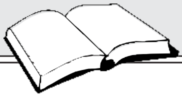
گرمی کے موسم میں جن کو فصل زائد کہتے ہیں، چنواں، سانواں بوتے ہیں، اِیکھ (اوکھ) پوس



میں اور کپاس کو پھاگن میں بھی کاشت کرتے ہیں، بہت سی ترکاریاں بھی بوتے ہیں، کھیرا، ککڑی، لوکی، کدو وغیرہ۔

....

نوٹ: خریف اصل میں خزاں کو کہتے ہیں نہ کہ برسات کو، لیکن برسات کی کھیتی جو خریف کہلاتی ہے تو اس لیے کہ اس کا حاصل خریف میں ملتا ہے، ربیع اصل میں بہار کے موسم کو کہتے ہیں نہ کہ جاڑے کو لیکن جاڑے کی کھیتی جو ربیع کہلاتی ہے تو اسی وجہ سے کہ اس کا حاصل بہار کے موسم میں ملتا ہے۔



دشوار الفاظ کے معانی (اسباق کے اعتبار سے)

(۱) خدا کی خلقت

خالقت: مخلوق

پُھوار: ہلکا مینہ

اُولہ: آسمان سے برف کی شکل میں گرنے والا ٹکڑا

بوچھار: زیادتی

انبار: ڈھیر

کُہرا: (ضم مجہول) سردی کے موسم میں صبح وشام ہوا میں اُدھر رہنے والے اور دُھندسی پیدا کرنے والے بخارات

اُوس: شبنم

پالا: برفیلی شبنم

چوڑی چکلی: کشادہ

بھانت بھانت: طرح طرح

چرندے: چرنے والے

درندے: پھاڑ کھانے والے جانور

بیل: زمین پر پھیلنے یا کسی چیز کے سہارے اوپر چڑھنے والا پودا

بوٹے: پھول، پتے

نگہبان: حفاظت کرنے والا

(۲) نور کا تڑکا

نور کا تڑکا: صبح صادق

ٹمٹمانا: ہلکی روشنی

جھلنا: پنکھے سے ہوا دینا

پھلواری: پھولوں کا باغ

چٹکنا: کھلنا

چہکار: چڑیوں کے بولنے کی آواز

آشیانہ: گھونسلہ

ہجوم کرنا: جمع ہونا، بھیڑ کرنا

کان پڑی آواز سنائی نہ دینا: (محاورہ) شوروغل کے باعث بات سمجھ میں نہ آنا نہایت شوروغل ہونا

کلبلانا: بے قرار ہونا، تڑپنا

بستہ: کتابوں کا تھیلا

(۳) آفتاب

سُہانا: خوب صورت، دل چسپ

سماں: وقت، موسم، نظارہ

نور: روشنی

سرور: خوشی

تماشا: منظر

مشرق: پورب

طباق: بڑی تھالی

خوش نما: خوب صورت

چکا چوند: تیز روشنی سے آنکھوں کا جھپکنا

شعاع: کرن

دم: وقت

پھنگل: درخت کی چوٹی، شاخ کا کنارا

رفتہ رفتہ: دھیرے دھیرے

ترچھی: ٹیڑھی

مدھم: پھیکی، دھیمی

مغرب: پچھّم

کیفیت: حالت

بے دم: بے جان

شعلے: آگ کی لپیٹ

(۴) خوش خوئی

خوش ہوئی: اچھی عادت

خصلت: عادت

طور طریق: چال چلن

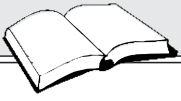
صلح: میل جول

خوش خو: اچھے اخلاق والے

صحبت: ساتھ

تمیز: شعور

شعور سمجھ



(۵) مچھلی

گلپھڑا: مچھلی کے سانس لینے کا جبڑا

دم: سانس

شامل: ملی ہوئی

خالص: محض، صرف

مناسب: ٹھیک

سینا: انڈوں کو گرمی یا سینک پہنچانا، پرندے کا بچے نکالنے کے لیے انڈوں پر بیٹھنا

حرارت: گرمی

مچھلی کی جائے کُن تیرائے: (کہاوت) جائے: بچہ، کُن: کون کی جمع ہے اور بطور واحد بھی مستعمل ہوتا ہے) آبائی کام سے ہر ایک بخوبی ماہر ہوتا ہے۔

(۶) پَن چکی

پن چکی: پانی سے چلنے والی اناج پیسنے کی چکی

دُھن: لگن

سدا: ہمیشہ

سمیٹنا: اکٹھا کرنا

طے: پورا

بھانا: اچھا لگانا

لَے: آواز سُر

نبڑ جانا: ختم ہو جانا مکمل ہو جانا

(۷) ایک شیر اور چیتا

متفق ہونا: ایک ہونا

تقسیم کرنا: بانٹنا

اَن بن: اختلاف

غصہ ور: غصہ والا

نوبت: حالت

گُتھم گتھا: گتھم گتھا

جھنجھوڑنا: زور سے ہلانا

لہولہان: خون

آلودہ، خون میں لتھڑا ہوا

بے دم: تھک کر

تاک: انتظار

چمپت ہونا: اوجھل ہونا

سکت: طاقت

کرتوت: برا کام

پشیمان: شرمندہ

آپے سے باہر ہونا: (محاورہ) قابو میں نہ رہنا۔

(۸) ایک مرغا اور لومڑی

حیلہ باز: دغا باز

آدبوچنا: دبانا

جرم: قصور

موذی: تکلیف دینے والا

خلل ڈالنا: رکاوٹ ڈالنا

کان پھوڑنا (محاورہ) شور و غل سے پریشان کرنا

ہمسایہ: پڑوی

ناک میں دم کرنا: تکلیف دینا

قصہ پاک کرنا: (محاورہ) قتل کر ڈالنا، مار کر کام تمام کرنا

نجات: چھٹکارا

آزار پہنچانا: دکھ دینا

غُل مچانا: شور کرنا

بانگ: آواز

اشتہار: اعلان

غفلت: بے خبری

غوغا مچانا: شور کرنا

سنگ دل: سخت دل

تقریر: گفتگو

فرصت: وقت

چٹ کرنا: کھا جانا

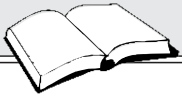
حجت: ثبوت

(۹) ہاتھی

آہٹ: چلنے کی آواز

کترا جانا: ہٹ جانا

ڈیل ڈول: جسامت



صحرائی: جنگلی

قوی طاقتور

شوخ: چمکیلی

جھلنا: ہلانا

گاؤدم: گاجر کی شکل کا، گائے کی پونچھ کی طرح

کوتاہ: چھوٹی

بَن: جنگل

سدھانا: مانوس کرنا

حلیم: نرم مزاج

(۱۰) ایک ہاتھی اور گیدڑ

تاکنا: غور سے دیکھنا

بافراغت: آرام سے، کشادہ

خرانٹ: تجربہ کار

حیلہ: بہانہ

مکار: دھوکہ باز

سفیر: قاصد

وسیع: کشادہ

انتظام: دیکھ بھال

جنس: ذات

منصب: عہدہ

صلاح: مشورہ

طمع: لالچ

لبھانا: گرویدہ بنانا

غار: گڑھا

لپکنا: جلدی جلدی چلنا

ناگاہ: اچانک

چنگھاڑنا: ہاتھی کا چیخنا

رفیق: ساتھی

خداوند: آقا

فریفتہ: گرویدہ

غوال: گروہ

تکابوٹی کرنا: ٹکڑے ٹکڑے کرنا

کمینہ: بدخصلت

پاجی: ذلیل، شریر

(۱۱) ایک کتاب اور بلی

ٹھنڈی سانس بھرنا: (محاورہ) ٹھنڈی آہ بھرنا، افسوس کرنا

حقیر: بے چاری

گاہ: کبھی

گِلا: شکایت

ظلم کی ٹہنی نہ پھلنا: (محاورہ) ظلم کبھی بارآور نہیں ہوتا، وہ ہمیشہ ویرانی لاتا ہے

کاغذ کی ناؤ سدا نہ چلنا: (مثل) دھوکہ سے ہمیشہ کام نہیں چلتا، دغاباز کی قلعی کبھی نہ کبھی کھل جاتی ہے

(۱۲) چوہے اور بلی

کھٹکا: خطرہ، ڈر

قدیمی: پرانی

سلامتی: حفاظت

خوشی کی تالیاں بجانا: خوشی منانا

دِلاور: بہادر

دل جلا: ہمت والا

انجام دینا: پورا کرنا

دم بہ خود رہنا: حیران ہونا، خاموش ہونا

جھپٹنا: حملہ کرنا، دوڑ کر جانا

دم دبا کر بھاگنا: (محاورہ) ڈر کر بھاگ جانا

ہمت: حوصلہ

(۱۳) اسلم کی بلی

کھلاڑ: کھیلنے والی

گالا: روئی کا گچھا

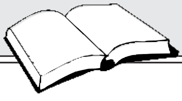
رُواں: جسم کے باریک بال، رونگٹا

جھلانا: غصہ ہونا

غرانا: غصے سے غر غر کی آواز نکالنا

صحن: آنگن

آن: وقت، لمحہ



تاک لگانا: گھات لگانا، انتظار کرنا، نظر رکھنا

دبوچنا: پکڑلینا، قابو میں کرلینا، دبانا، بھینچنا

جھپٹا مارنا: پنجہ مار کر کوئی چیز لے لینا

(۱۴) ایک اونٹ اور چوہا

آوارہ: پریشان

نکیل: مہار

جھاڑی: درخت

جُھنڈ: درختوں کا جمگھٹا

ٹھٹکنا: رک جاتا

اطاعت: فرماں برداری

قدوقامت: جسم

سمائی: گنجائش، کھپت

کشادہ: چوڑا

بے ہودہ خیال باندھنا: بے کار، تصور کرنا، بے کار منصوبہ باندھنا

فضول: بے کار

نادان: ناسمجھ

(۱۵) ایک شہری اور جنگلی چوہا

امیر: مالدار

خوش مزہ: ذائقہ دار

آؤ بھگت کرنا: (محاورہ) تواضع کرنا، خاطر و مدارات کرنا، مہمان نوازی کرنا

خاطر تواضع: مہمان نوازی

میسر ہونا: موجود ہونا، حاصل ہونا

چٹورے : لذیذ کھانوں کا شوقین

تمیزدار: ہوشیار

دریافت کرنا: معلوم کرنا

ضیافت: مہمانی

نفیس: عمدہ، اچھا

یوں ہی سا: تھوڑا سا

خوف ناک: ڈراونی

اوسان خطا ہونا: ہوش اُڑ جانا

پتا توڑ بھاگنا: رفوچکر ہونا، بہت تیز بھاگنا

خطرہ: خوف

مِنت: عاجزی، خوشامد

وطیرہ: طریقہ

بے وقوف گھر: بے سروسامان گھر

بے ضرر: بے نقصان

(۱۶) ایک حریض بلی

واں: وہاں

ٹلنا: ہٹنا

مطلقاً: بالکل

ناتواں: کمزور

کان کترواناَ: عاجز ہونا

ہمسایہ: پڑوسی

بولانا: گھبرانا

خوان: دسترخوان

چوب دستی : ہاتھ کی لکڑی

کاری: سخت

دم بہ دم: بار بار

بُوا: بہن

حرص: لالچ

(۱۷) چند نصیحتیں

مصیبت زدہ: پریشان

ادنی: تھوڑا، چھوٹا

کنارہ کرنا: الگ رہنا

سلوک: برتاؤ

ناگوار: ناپسند

(۱۸) ہماری گائے

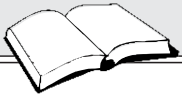
سیری: تسکین

مٹھا: چھاچھ

مسکہ: مکھن

دُنکا: اناج کا دانہ

چوکر: گیہوں یا جو وغیرہ کے دانوں کے اوپر کی باریک کھال



ٹھیرے: جوار یا باجرے کی شاخ

سِدھارنا: جانا، روانہ ہونا، راستہ لینا

جھیل: بڑا تالاب

چُمکارنا: تھپکنا

بَنَسپَت: گھاس چارہ، درخت کے پتے

حمد وثنا: تعریف، پاکی

(۱۹) کلہاڑی اور درخت

چھڑی: شاخ

بے کھٹکے: بے خوف

مِنت: عاجزی، خوشامد۔ دستہ: ہاتھا

غرور: تکبر

غنیمت: قابلِ قدر

غضب ڈھانا: (محاورہ) آفت برپا کرنا ظلم کرنا

کھلبلی: شور

کرتوت: بُرا کام

اپنے پاؤں میں آپ کلہاڑی مارنا: (مثل) اپنا برا آپ کرنا، خود ہی اپنا نقصان کر لینا

تسلی: اطمینان

کوتک: کام کرتوت

غضب: بہت

(۲۰) برسات اور گاؤں

پُروا ہوا: پورب کی ہوا، بادِ صبا

لہکنا: جھومنا

دَل: جماعت، گروہ

گھنگھور گھٹا: کالا اور ڈراونی آواز والا بادل

چھما چھم: بارش کرنے کی آواز

موسلا دھار: زور سے دیر تک برسنے والا مینہ

لہلہانا: جھومنا، ہوا سے ہلنا

تال: تالاب

تلیاں: چھوٹا تالاب

منہا منھ: پورا

لبریز: بھرا ہوا

نالہ: برساتی نہر، چھوٹی ندی

بل کھانا: چکر کھانا، لہرانا

ترنا: تیرنا

اکھ: گنا

مینڈ: باڑ

نکاس: نکال، خروج

ماجرا: حالت

پھدکنا: کودنا

نکھری: تروتازہ

کوکنا: کویل کا بولنا

کھونٹ: کونا سمت

کھٹکا: آہٹ، اندیشہ

ڈار: پرندوں کی جماعت

ٹپکا چونا: پکے ہوئے پھل کا درخت سے خود بخود گرنا

سیندوریا: آم کی ایک قسم جس کے اوپر کا حصہ سرخ ہوتا ہے

ہریاوَل: ہریالی سبزی

گوالا: جانوروں کو پالنے اور دودھ دہی کا کاروبار کرنے والا

گلہ: چوپایوں کا ریوڑ

بچھڑنا: جدا ہونا

دل ہرا ہونا: خوش ہو جانا، دل باغ باغ ہو جانا، چہرہ پر رونق آ جانا

ڈھور ڈنگر: پالتو جانور

افراط: زیادہ

سینچنا: پودوں اور درختوں کو پانی پلانا

تعطیل: چھٹی

چوپال: پنچایت گاہ

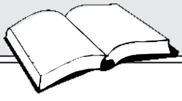
(۲۱) جب لاد چلے گا بنجارا

ٹک: ذرا

حرص: لالچ

ہَوا: خواہش

دیس بہ دیس: در بہ در



قزاقِ اجل: موت کا فرشتہ

نقارہ: بڑا ڈھول

بدھیا: خصی بیل خصی بکرا

شُتر: اونٹ

گوئیں: ہل میں جوتے جانے والے بیلوں کی جوڑی

پلّا: ٹاٹ کا بڑا تھیلا (بورا) جس میں غلہ وغیرہ رکھتے ہیں

سر بھارا: ایک وضع کا تھیلا جس کے سرے اٹکا کر پیٹھ پر لادتے ہیں

موٹھ: ایک قسم کا غلہ

ٹھاٹھ: شان وشوکت

لاد چانا: بستر بوریا سمیٹ کر رخصت ہونا

بنجارا: سوداگر، ایک قسم کے خانہ بدوش ہندو

ٹُوٹا: خسارہ، گھاٹا

دَھن: مال

ناتی: نواسا

کُنبا: خاندان

گون: دورخی بوری

کھیپ: بوجھ

دھی: بیٹی

پوت: بیٹا، عزیز وقریب

جنوائی: داماد (اس کا تلفظ غنہ سے ہوگا)

بنجارن: بنجارے کی بیوی

ڈیرا کرنا: قیام کرنا

دونے: پتوں کا پیالہ (دونا چڑھانا: قبر پر پھول چڑھانا)

ساز: سامان

جڑاؤ: جواہرات سے جڑا ہوا

زر: سونا، روپیہ

گوٹے: سونے، چاندی اور ریشم کے تاروں سے بنی ہوئی لیس

تھان: کپڑے کی ایک معینہ مقدار

کناری: پانچ چھے انگل چوڑا ہونا

عماری: ہاتھ کا ہودا (کجاوہ) جو اس کی پیٹھ پر بیٹھنے کے واسطے رکھتے ہیں

(۲۲) کھانے پینے کے آداب

پیشتر: پہلے

ٹُھونسنا: نگلنا (یہ لفظ حقارتاً کھانے کے متعلق استعمال ہوتا ہے)

نفیس: عمدہ

چٹ پٹے: مزے دار

ہوَس: لالچ

چٹورپن: مزے دار چیزیں کھانے کا چسکا

مضائقہ: حرج

نازیبا: برا

سَننا: آلودہ ہونا، لتھڑنا

بے تمیز: بے وقوف، بدسلیقہ

نفرت: گِھن

(۲۳) ایک جگنو اور بچہ

جگنو: ایک قسم کا پردار کیڑا جس کے جسم سے روشنی نکلتی ہے

سماں: منظر

بھانا: پسند آنا

جھم جھم: چمک دمک

اِلتجا: گزارش

رِہا کرنا: چھوڑنا

دم دینا: دھوکا دینا

واقفیت: جان کاری

شعلہ: آگ کی لپٹ

آنچ: تپش، گرمی

جوں: مانند

ٹھٹکنا: تأمل کرنا، چلتے چلتے حیرت سے رکنا

الڑھ پن: اناڑی پن، بھولا پن

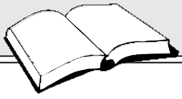
پائے مال: برباد

(۲۴) اپنی عزت آپ کرو

ہتک: بے حرمتی

بدذات: بُرا

کمینہ پن: نالائقی



(۲۵) رُخصت کی عرضی

آنکھیں آنا: آنکھیں دکھنا

تجویز کرنا: مقرر کرنا

منظور: قبول

کمترین: نہایت حقیر

(۲۶) کتا اور اس کی پرچھائیں

تہ: نیچے

پرچھائیں: سایہ

بے قرار: بے چین

وہم: برا خیال

نادان: ناسمجھ

گرہ کا مال: جیب کا مال، سرمایہ

(۲۷) چغل خوری

چغل خوری: لگائی بجھائی کرنے کی عادت

قلعی کھلنا: بھید کھلنا، بھانڈا پھوٹا

ندامت: شرمندگی

روا: جائز

لَت: عادت

(۲۸) چھوٹی چیونٹی

دور بیں: ہوشیار

تئیں: خود کو

آفریں: شاباش

ذخیرہ: جتھہ، ڈھیر

جاڑا: سردی کا موسم

بِن آئی مرنا: بے موت مرنا

(۲۹) سُستی اور چالاکی

کاہل: سست

خوار: رسوا

ٹالنا: آگے پیچھے کرنا

آموختہ: پڑھا ہوا، دور

لائق: قابل

فراخی: کشادگی

دن چڑھنا: سورج کا بلند ہونا

مقدمہ: دعویٰ

مصروف: مشغول

قول: بات

کدائی کی بازی: گھوڑوں کے کدانے کا مقابلہ

تازی: عربی گھوڑا

ترکی: ترکستان کا گھوڑا

ہچکچانا: جھجکنا، گھبرانا

ایڑ لگانا: پاؤں کی ایڑی سے گھوڑے کو دوڑنے کا اشارہ کرنا

خندق: کھائی

(۳۰) ایک گھوڑا اور سایہ

عیب دار: نقص والا

بدکنا: بھڑکنا

خفا: ناراض

وہمی: شک کرنے والا

اَن ہوئی بات: نہ ہوئی بات

(۳۱) لکھنا پڑھنا

بددیانتی: بے ایمانی

اقرار نامہ: وہ دستاویز جس میں کسی بات کا وعدہ لکھا ہو

پٹہ: وہ دستاویز جو کاشتکار، مالک زمین کو کرائے کے بابت لکھ کر دے

قبولیت: پٹے کا اقرار نامہ جو کاشت کار کی طرف سے بے حق زمین دار لکھا جاتا ہے

تمسُّک: وہ تحریر جو قرض کی سند میں قرض دار، قرض خواہ کو لکھ دے

بیع نامہ: کسی چیز کی فروخت کا دستاویز

وصیت نامہ: تحریری وصیت

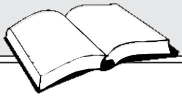
رونق پانا: ترقی پانا، آرائش پانا

دستور: قانون

رقبہ: احاطہ، پھیلاؤ

محصول: ٹیکس

تحریر: لکھا ہوا



پروانہ: حاکم یا عدالت کی طرف سے جاری کیا جانے والا حکم نامہ، وارنٹ

عرضی: تحریری درخواست

رُقعہ: پرچی

صدہا: کئی سو

شجاعت: بہادری

خوش بیانی: اچھی تقریر

جعل: فریب، بناوٹ

(۳۲) کاموں کی تقسیم

غنیم: دشمن

رفتہ رفتہ: دھیرے دھیرے

ایجاد کرنا: وجود میں لانا، نئی بات پیدا کرنا

گروہ: جماعت

(۳۳) تجارت

مبادلہ: ادل بدل

مول لینا: خریدنا

حرج: نقصان

عرصہ: مدت

عوض: بدلہ

صنعت: کاری گری

(۳۴) سکہ

دھات: وہ معدنی جوہر جس میں پگھلنے کی صلاحیت ہو

ٹھپہ: مہر، چھاپ

اَدھنّا: وہ پیسے یا آدھ آنے کا تانبے کا سکہ

دُونّی: دو آنے کی مقدار کا چاندی کا سکہ

چُونّی: چار آنے کی مقدار کا چاندی کا سکہ

اَٹھنّی: آٹھ آنے کی مقدار کا چاندی کا سکہ

سند: ثبوت، گارنٹی

ضمانت: ذمہ داری

توڑا: روپیوں کی تھیلی

کاٹھ کباڑ: فضول سامان، ٹوٹا ہوا سامان

اُپلا: گوبر کا پاتھا ہوا ایندھن

(۳۵) گفتگو کے آداب

ناگوار: ناپسند

شِتابی: جلدی

صدمہ: دکھ

گاؤ: زخم

مٹکانا: گھمانا، ہلانا

گڑگڑانا: خوشامد کرنا

بے حیائی: بے شرمی

مسخرے پن: مذاق

اعتقاد: عقیدہ

شیخی جتانا: بڑائی مارنا

ملامت کرنا: برا بھلا کہنا

بے ہودہ: بے کار

گپ: بکواس، بے تکی بات

ڈلی: ٹکیہ، کسی چیز کا چھوٹا ٹکڑا

(۳۶) بچہ اور ماں

مامتا: ماں کی محبت

الفت: محبت

حیف: افسوس

خرم: خوش

بلبلانا: بے قرار ہونا

ہُمکنا: اچھلنا کودنا

مگن: مست، خوش

تکنا: دیکھنا

(۳۷) ماں اور بچہ

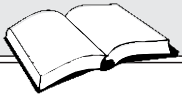
صدقے: قربان، فدا

اماں: ارے میاں، ارے بھائی

بارے: ایک مرتبہ

جی بدمزہ ہونا: بیمار ہونا

حیرانی: پریشانی



(۳۸) حکایت

گردش: تغیر، انقلاب

حضور: جناب

جزائے خیر: اچھا بدلہ

تخم: بیج

کرتب: کام

توقع: امید

خلل: بگاڑ

(۳۹) حکایت

مرغابی: ایک پانی کا پرندہ

بسر کرنا: زندگی گزارنا

ہمسائیگی: پڑوس

منت کرنا: خوشامد کرنا، عاجزی کرنا

انوکھا: عجیب

دھم: گرنے کی آواز

نافہم: ناسمجھ

گت: حالت

بدبخت: بدنصیب

دانا: عقل مند

(۴۰) حکایت

بے وفا: دھوکے باز

بے مروت: بداخلاق

دِق کرنا: تنگ کرنا

پکھیرو: پرندہ، پنچھی

لیاقت: صلاحیت، قابلیت

کج ادائی: بے وفائی

طعنہ دینا: (محاورہ) ملامت کرنا

سیخ: لوہے کی سلاخ جس پر کباب بھونتے ہیں

دُکھڑ پکڑ: خوف، ڈر

ملامت: ڈانٹ ڈپٹ، لعن طعن

(۴۱) حرص وطمع

قناعت: صبر

اندھا بننا: جان بوجھ کر کسی بات پر دھیان نہ دینا

حق تلفی کرنا: حق مارنا

طامع: لالچی

بکھیڑا: لڑائی

تلف: برباد

ناک میں دم کرنا: ستانا

نظروں سے گر جانا: (محاورہ) ذلیل و بے قدر ہونا حقیر سمجھا جانا

باحیا: شرمیلا

لتّا: چیتھڑا

(۴۲) ہمسایہ

فضیحت: رسوائی، ذلت، بدنامی

رنجش: جھگڑا، ناراضگی

نالش: فریاد

کدورت: رنجش، میل

بے کس: عاجز

سوداسلف: کھانے پینے کا سامان جو بازار سے خریدا جائے۔

نشست: بیٹھنا

برخاست: اٹھنا

(۴۳) نشست وبرخاست کے آداب

چھچھورا پن: کمینہ پن

نزاکت: نازنخرہ

رذالہ: بدمعاش

مونڈھا: بانس کی بنی ہوئی کرسی

چٹخانا: انگلیوں کی آواز نکالنا

محفل: انجمن، سبھا

(۴۴) زراعت

ریشہ: پھل کا تار، درخت کی رگ

تھامنا: پکڑے رکھنا